Reg: PCPB/458-S
NPR-295

صوت النجف

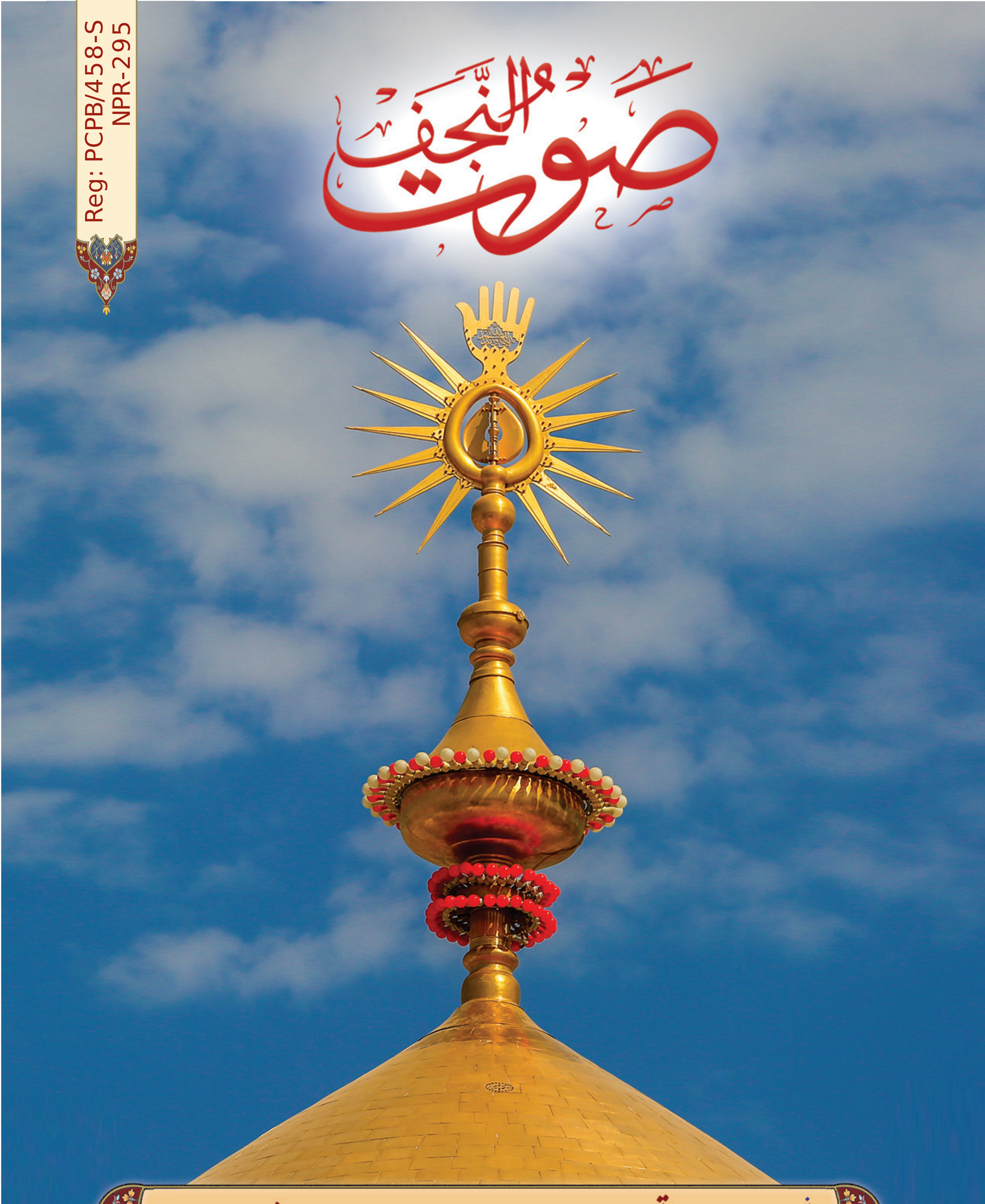

بانی: مرجع مسلمین و جہان تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف

ماہنامہ علمی سماجی ماہِ رجب المرجب ۱۴۴۰ھ شمارہ ٦٧

بانی

سماحۃ آیۃ اللہ العظمیٰ المرجع الدینی الکبیر الشیخ بشیر حسین النجفی

مدیر اعلیٰ

جناب نصیر الدین

نائب مدیر اعلیٰ

حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ علی النجفی

انتظامی مدیر

مولانا قیصر عباس

معاونین:

مولانا سید محمد علی ہمدانی

مولانا محمد مجتبیٰ نجفی

مولانا محمد تقی ہاشمی

فوٹو گرافر

سید محمد حسین

رسالے کی سالانہ ممبرشپ حاصل کرنے کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں۔

00923125197082

اپنی تجاویز دینے کے لئے ہمیں ای میل کریں۔

Email:m.urdu@alnajafy.com

009647807363942

صوت النجف کو مقالات و تحریروں میں تدوین و ترمیم کا مکمل اختیار ہے۔

3 قرآن کی نگاہ میں مؤمن کون؟

5 حضرت علی علیہ السلام کتبِ اہل سنت میں

6 شیعہِ علیؑ دَر نگاہِ مولا علی علیہ السلام

8 امام محمد باقر علیہ السلام کی نصیحتیں

12 امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی قید

15 کردار سازی (حصہ اول)

17 حضرت ابو طالبؑ ناصرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

20 مرجع عالی قدر دام ظلہ سے پوچھے گئے سوالات اور ان کے جوابات

سماحة آية الله العظمی المرجع الدینی الکبیر

الشیخ بشیر حسین النجفی

دام ظله الوارف

کی

نصیحت

قرآن کی نگاہ میں مؤمن کون؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العالمین ۔۔۔ اما بعد:

سورہ انفال کی آیت نمبر ۲، ۳اور ۴ میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَ إِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ ءَايَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَ عَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ

مومن تو صرف وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل خدا کے ڈر سے کانپ جاتے ہیں اور جب انہیں اس کی آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کے ایمان میں پختگی اور اضافہ ہوتا ہے اور وہ صرف اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَوٰةَ وَ مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ

جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو رزق ہم نے انہیں دیا ہے صرف اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

أُوْلَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَّهُمْ دَرَجَاتٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَ مَغْفِرَةٌ وَ رِزْقٌ كَرِيم

یہی لوگ حقیقی اور واقعی مومن ہیں، ان کے لیے ان کے پروردگار کے پاس درجات ہیں اور مغفرت اور باعزت روزی ہے۔

خداوندِ عالم نے ان مذکورہ آیتوں میں مؤمنین کا تعارف کرایا ہے اور مذکورہ صفات بیان فرما کر یہ واضح فرمایا ہے اگر کوئی ان تمام صفات کا حامل نہیں ہے تو وہ اپنے آپ کو مؤمن کہلوانے کا حق نہیں رکھتا ان صفات میں سے پہلی صفت یہ ہے :

پہلی صفت:

جب اس کے سامنے ذکرِ خدا ہو تو اس کے دل میں خوف اور ڈر پیدا ہوتا ہے اور اس کی عظمت کے شعور سے ان کے دل لرزتے ہیں۔

دوسری صفت:

جب اس کے سامنے قرآن کی آیتوں کی تلاوت کی جائے تو اس کے ایمان میں زیادتی اور پختگی ہوتی ہے۔

تیسری صفت:

صرف خدا پر بھروسہ کرتا ہے۔

چوتھی صفت:

وہ نماز کو قائم کرتے ہیں۔

نماز اس وقت قائم ہو سکتی ہے کہ جب انسان خود نماز کا پابند ہو اور لوگوں کو پابندی کی نصیحت کرے اپنے بچوں کی تربیت میں ان کو نماز کی پابندی کی عادت ڈالے۔

پانچویں صفت:

خدا نے جو ان کو رزق دیا ہے صرف اس کو اپنے اہل و عیال پر اور حسب طاقت خدا کی راہ میں صرف کرے۔

خواہ وہ رزق مال ودولت ہو یا علم یا کسی کو اگر جاہ و منزلت ملی ہے اس سے صحیح طریقہ سے فائدہ حاصل کرے اور اس کو خدا کی راہ میں

استعمال کرے اور یہ خدا کی راہ میں لوگوں کی مدد کرنے کا طریقہ ہے۔
اس کے بعد خداوندِ عالم نے ایسے مؤمنین کہ جو ان صفات کے حامل ہیں ان کے بارے میں فرمایا:
کہ یہی حقیقتاً واقعی مؤمن ہیں اور یہی مؤمن کہلانے کا حق رکھتے ہیں اور ان کے لئے خدا کے فضل و کرم میں بڑے درجات ہیں ان کے لئے خدا کی مغفرت اور خدا کی طرف سے ان کے لئے باعزت پاک رزق جو دنیا اور آخرت دونوں میں ملے گا۔
یہ چار چیزیں خدا وند عالم ان کو مؤمنین کو عطا فرمائے گا جو مذکورہ صفات کے حامل ہوں گے اور یہ مؤمنین کو دعا اور مطالبہ کے بغیر عطا فرمائے گا۔ایسا نہیں ہے کہ وہ طلب کریں تو پھر انہیں یہ نعمتیں عطا کی جائیں گی کس قدر اللہ کی رحمت ہے۔
اگر ہم آیات میں غور و فکر کریں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ یہ چار اجزاء نہیں ہیں بلکہ پانچ ہیں:

پہلا اور دسرا لطف و عنایت :

(أُوْلَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا)

صرف وہی مؤمن ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ صفت دو صفتوں کی حامل ہے:
ایک تو یہ کہ وہ مؤمن ہیں اور دوسرا یہ کہ :
جو ایسا نہیں ہے وہ مؤمن نہیں ہے اور یہ حصر کی وجہ سے ہے۔

تیسرا لطف و عنایت :

لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِندَ رَبِّهِمْ

ان کے لئے درجات ہیں:
خدا وندِ عالم نے ان درجات کی اہمیت اور ان کی بلندی یا کمی کو ان آیتوں میں ہمارے لئے واضح نہیں فرمایا بلکہ علمِ بلاغت کی رو سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے لئے وہ درجات ہیں جو اللہ کی شفقت اور رحمت کا تقاضہ ہیں اور چونکہ اس کی رحمت وشفقت کی حد بندی ممکن نہیں ہے اسی طرح ان درجات کی بھی حد بندی ممکن نہیں اور یہ درجات مؤمنین کے پروردگار کی طرف سے ہیں کہ جس نے ان کو نعمتِ وجود عطا فرمائی، جس نے ان کی پرورش کی ہے ۔ تو گویا اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ جس نے نعمت وجود و ہستی عطا کی اور جس نے تمہاری پرورش کی ، جس نے تمہیں ہدایت کی نعمت اور اپنی شفقت سے نوازا ،جس نے تمہیں ایمان کی نعمت عطا فرمائی ہے وہ تمہیں ان درجات سے نوازے گا۔

چوتھالطف و عنایت :

مَغْفِرَةٌ

اور مغفرت کے معنی ہیں کسی چیز کو پوشیدہ کرنا ، اگر انسان گناہگار ہے تو اس کے گناہوں کو معاف کرنا ، لوگوں سے مخفی رکھنا یہ خدا کی شفقت ہے اور کبھی انسان گناہوں سے خالی ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ مغفرت کا محتاج ہوتا ہےچونکہ انسان خدا کا محتاج ہے جتنا بھی وہ آگے بڑھے ، جتنی بھی اسے خدا کی شفقت حاصل ہو جتنے بھی اس کے درجات بڑھ جائیں اس کے باوجود وہ خدا کی عظمت، خدا کی رحمت ، اس کے ثواب کا محتاج رہتا ہے اس کا مطلب وہ اب بھی خدا وندِ عالم کا محتاج ہے خدا وند عالم اس کو اس محتاجی سے بھی نجات دیتا ہے اس کے درجات ہمیشہ بلند ہوتے رہتے ہیں اورچونکہ خدا کی عظمت کی انتہاء نہیں ہے اسی طرح مؤمن کے درجات کی بلندی کی کوئی انتہاء نہیں ہے ۔

پانچواں لطف و عنایت:

وَ رِزْقٌ كَرِيم

اللہ مؤمن کو باعزت رزق عطا فرمائے گا اللہ ظالم اور کافر کو بھی رزق دیتا ہے اور وہ خیال کرتا ہے کہ میں سب سے بہتر ہوں اور اگر وہ خدا کا صحیح بندا نہ بنے تو یہ رزق اس کے لئے وبالِ جان اور جہنم میں جانے کا سبب بن سکتا ہے اور اگر رزق باعزت ہوگا تو یہ وہ رزق اللہ کی طرف سے ہوگا کہ جو ان نواقص سے پاک ہوگا اور خداوندِ عالم نے اس رزق کا وعدہ فرمایا ہے اور فرمایا : وَ رِزْقٌ كَرِيم
یہ سب پانچ نعمتیں ان پانچ اوصاف کے مقابلے میں ہیں جن کے بغیر انسان مؤمن نہیں بن سکتا اور یہ باریک بینی اور دقتِ قرآنی ہے کہ پانچ خصلتوں سے آراستہ ہونے کی طرف متوجہ فرمایا اور پھر ان صفات کے حامل کو پانچ نعمتوں کا مستحق قرار دیا اور پھر پانچ نعمات بھی بتائیں ہیں ۔

آخر میں مؤمنین سے التجاء ہے کہ اپنے آپ کو صحیح مؤمن بنائیں صحیح مؤمن بننے کے لئے صحیح عقیدے کے بعد ان قرآنی صفات کو اپنے اندر پیدا کرنا ہوگا ورنہ اس کے بغیر انسان مؤمن نہیں ہوسکتا ، آج ہم سب اپنے آپ کو مؤمن کہلاتے ہیں آیئے ہم سب آئینہ عقل و ادراک کے سامنے کھڑے ہو کر دیکھیں کہ کیا یہ پانچ صفات ہمارے اندر موجود ہیں یا نہیں ! والسلام

حضرت علی علیہ السلام کتبِ اہل سنت میں

قَالَ النَّبِىُّ – صلى الله عليه وسلم – لِعَلِىٍّ أَنْتَ مِنِّى وَأَنَا مِنْكَ

(صحيح البخارى فضائل الصحابة باب مَنَاقِبُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے علیؑ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ – صلى الله عليه وسلم – « لأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ – أَوْ لَيَأْخُذَنَّ الرَّايَةَ – غَدًا رَجُلاً يُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ – أَوْ قَالَ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ – يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيْهِ۔ فَإِذَا نَحْنُ بِعَلِىٍّ وَمَا نَرْجُوهُ ، فَقَالُوا هَذَا عَلِىٌّ . فَأَعْطَاهُ رَسُولُ اللَّهِ – صلى الله عليه وسلم – فَفَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ

(صحيح البخارى فضائل الصحابة باب مَنَاقِبُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقینا کل میں علم ایسے مرد کو دوں گا کہ جس سے اللہ اور اس کے رسول محبت کرتے ہوں گے اور اللہ اس کے ہاتھ پر فتح دے گا (اصحاب کہتے ہیں) کہ ہمیں علی کی امید نہ تھی پھر لوگوں نے کہا کہ یہ تو علیؑ ہیں پس رسول اللہ ﷺ نے علیؑ کو علم عطا کیا اور اللہ نے علیؑ کے ہاتھ پر فتح عطا کی۔

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى تَبُوكَ وَاسْتَخْلَفَ عَلِيًّا فَقَالَ أَتُخَلِّفُنِي فِي الصِّبْيَانِ وَالنِّسَاءِ قَالَ أَلَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِي۔

(صحيح البخارى كِتَاب الْمَغَازِي بَاب غَزْوَةِ تَبُوكَ)

رسول اللہ ﷺ تبوک کی طرف نکلے اور علی علیہ السلام کو اپنے پیچھے جانشین بنا دیا تو علی علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ مجھے بچوں اور خواتین میں چھوڑ کر جارہے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہارا مقام میری نسبت سے وہی ہے جو ہارون کا موسیٰ سے تھا مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ عَلِىِّ بْنِ أَبِى طَالِبٍ – رضى الله عنه – أَنَا وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ ، فَكَانَ إِذَا سَجَدَ كَبَّرَ ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ كَبَّرَ ، وَإِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلاَةَ أَخَذَ بِيَدِى عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فَقَالَ قَدْ ذَكَّرَنِى هَذَا صَلاَةَ مُحَمَّدٍ – صلى الله عليه وسلم – . أَوْ قَالَ لَقَدْ صَلَّى بِنَا صَلاَةَ مُحَمَّدٍ – صلى الله عليه وسلم

(صحيح البخارى الأذان باب إِتْمَامِ التَّكْبِيرِ فِى السُّجُودِ)

مطرف بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے اور عمران بن حصین نے ایک دفعہ علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی پس علیؑ جب سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے اور جب سجدے سے سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے اور جب دو رکعاتوں سے اٹھتے تو تکبیر کہتے جب نماز ختم ہوئی تو عمران بن حصین نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ آج کی نماز نے مجھے محمد ﷺ کی نماز یاد دلا دی۔

عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَتْ ائْتِ عَلِيًّا فَإِنَّهُ أَعْلَمُ بِذَلِكَ مِنِّي.

(صحيح مسلم كِتَاب الطَّهَارَةِ بَاب التَّوْقِيتِ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ)

شریح بن ہانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے موزوں پر مسح کرنے کے حکم کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ علیؑ کو بلاؤ بیشک وہ وہ مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔

شیعہِ علیؑ دَر نگاہِ مولا علی علیہ السلام

مولانا شہباز حسین مہرانی

شیعہ مولا علی علیہ السلام یعنی علی علیہ السلام کا پیروکار ، وہ شخص امام علی علیہ السلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بلافصل خلیفہ اور جانشین مانتا ہے اور اس کے بعد آپ کے گیارہ فرزندوں کو اپنا امام ، پیشوا اور معصوم مانتا ہے ۔اور ان کی پیروی کرنے والا اور چاہنے والا ہے ۔

اور یہ لفظ شیعہ امام علی علیہ السلام ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں رائج تھا ۔علامہ سیوطی اپنی مشہور تفسیر در منثور میں اللہ تعالی کے اس قول (إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ : سورہ البینۃ آیت ۷) کے ضمن میں روایت تحریر فرماتے ہیں کہ : و أخرج ابن عساكر عن جابر بن عبد الله قال كنا عند النبي صلى الله عليه و سلم فاقبل علي فقال النبي صلى الله عليه و سلم و الذي نفسي بيده ان هذا و شيعته لهم الفائزون يوم القيامة (الدر المنثور فى تفسير المأثور ج ٦ ص ٣٧٩)

ابن عساکر جابر بن عبد اللہ کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ : ہم رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے ، کہ سامنے سے علی علیہ السلام نمودار ہوئے ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام علی علیہ السلام کو دیکھ کر فرمایا : قسم ہے اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ قیامت کے دن یہ اور ان کے شیعہ کامیاب رہیں گے ۔

علامہ مجلسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب بحارالانوار میں نقل کرتے ہیں کہ : علی علیہ السلام نے اپنے کاتب عبید اللہ بن اَبی رافع کو کہا کہ میرے دس قابل اعتماد بندوں کو لے آؤ، جب وہ آئے تو امام علی علیہ السلام نے مندرجہ ذیل مکتوب لکھا اور فرمایا کہ ہر جمعہ کو یہ مکتوب پڑھا جائے ۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمنِ الرَّحِيمِ: مِنْ عَبْدِ اللَّهِ عَلِيٍّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى شِيعَتِهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُسْلِمِينَ، فَإِنَّ اللَّهَ يَقُولُ: وَ إِنَّ مِنْ شِيعَتِهِ لَإِبْرَاهِيمَ ، وَ هُوَ اسْمٌ شَرَّفَهُ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْكِتَابِ وَ أَنْتُمْ شِيعَةُ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ كَمَا أَنَّ مِنْ شِيعَتِهِ إِبْرَاهِيمَ ، اسْمٌ غَيْرُ مُخْتَصٍّ، وَ أَمْرٌ غَيْرُ مُبْتَدَعٍ، وَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ، (بحارالانوار، ج ۳۰، ص ۸)

اللہ کے نام سے شروع جو رحمان اور رحیم ہے، اللہ کے بندے مومنین کے امیر علی علیہ السلام کی طرف سے اپنے شیعہ مومنین اور مسلمانوں کی طرف : اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ : ۔ اور ابراہیم یقینا نوح کے پیروکاروں میں سے تھے۔ لفظ شیعہ کو اللہ تعالی نے اپنی پاک کتاب میں شرف بخشا ہے ۔ اور تم نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیروکار ہو ، جس طرح حضرت ابراہیم حضرت نوح کے پیروکار تھے ، شیعہ اسم خاص نہیں ہے اور یہ امر بدعت نہیں ہے ۔ و سلام علیکم ۔

مولا علی علیہ السلام نے اپنی زبان مبارک سے جن اوصاف کو بیان کیا ہے کہ جس میں وہ صفات پائی جاتی ہے وہ حقیقی شیعہ ہے اور اس کے علاوہ جو صرف زبانی محبت کا دعوی کرتا ہے وہ کبھی بھی حقیقی پیروکار علی علیہ السلام نہیں ہے۔

شیخ طوسی رح نے اپنی امالی میں ایک روایت نقل کی ہے کہ جس میں امام علی علیہ السلام نے اپنے شیعوں کی چند صفات کو بیان فرمایا ہے ۔

عَنْ نَوْفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَكَالِيِّ قَالَ: قَالَ لِي عَلِيٌّ عليه السلام يَا نَوْفُ خُلِقْنَا مِنْ طِينَةٍ طَيِّبَةٍ وَ خُلِقَ شِيعَتُنَا مِنْ طِينَتِنَا فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ أُلْحِقُوا بِنَا قَالَ نَوْفٌ

نوف بن عبد اللہ بکائی کہتے ہیں کہ امام علی علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا : اے نوف ہم پاک سرشت سے خلق کئے گئے ہیں اور ہمارے شیعہ ہماری سرشت سے خلق کئے گئے ہیں پس قیامت کے دن وہ ہمارے ساتھ ملحق کیے جائیں گے۔

فَقُلْتُ صِفْ لِی شِیعَتَکَ یَا أَمِیرَ الْمُؤْمِنِینَ فَبَکَی لِذِکْرِی شِیعَتَهُ

نوف کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا امیر المومنین مجھے شیعوں کی صفات بتائیں ؟

پس آپ علیہ السلام شیعوں کا ذکر سنتے ہی رو پڑے ۔

وَ قَالَ یَا نَوْفُ شِیعَتِی وَ اللهِ الْحُلَمَاءُ

پھر آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا : اے نوف اللہ کی قسم ! میرے شیعہ بہت زیادہ حلیم اور بردبار ہیں ۔

اس روایت کے مطابق شیعوں کی پہلی صفت حلیم اور بردبار ہونا ہے۔

قرآن مجید میں حلیم کا ذکر پندرہ مرتبہ ہوا ہے ارشاد رب العزت ہے کہ: وَ اللہُ غَفُورٌ حَلیم (سورہ بقرہ آیت ۲۲۵) وَ إِنَّ اللہَ لَعَلیمٌ حَلیم (سورہ حج آیت ۵۹)، گیارہ مرتبہ اللہ تعالی کے لیے اور چار مرتبہ حضرت ابراہیم اسماعیل اور شعیب علیہ السلام کے لیے ہوا ہے۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام کے بارے میں ارشاد رب العزت ہے کہ : إِنَّ إِبْراهیمَ لَأَوَّاهٌ حَلیم :حضرت ابراھیم یقیناً نرم دل اور بردبار تھے ۔(سورہ توبہ آیت ۱۱۴)

نتیجہ میں امیرالمومنین علی علیہ السلام کی شیعہ کی پہلی صفت حلیم اور بردبار ہونی چاہیے۔

الْعُلَمَاءُ بِاللهِ وَ دِینِهِ الْعَامِلُونَ بِطَاعَتِهِ وَ أَمْرِهِ الْمُهْتَدُونَ بِحُبِّهِ

اللہ اور دین کے بارے میں علم رکھنے والے ہیں ، اس کے فرمان پر عمل کرنے والے، اس کی محبت سے اس کے حکم سے ہدایت پانے والے ۔

شیعوں کی دوسری صفت : علم کے طلبگار اور علم کو پسند کرنے والے اور علم میں سے سب سے پہلے دین کا علم حاصل کرتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں ۔یقیناً وہی افراد کامیاب ہوں گے ۔

اسی طرح آیات اور روایات معصومین علیھم السلام میں علم اور علم پر عمل کرنے کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔

أَنْضَاءُ عِبَادَةٍ أَحْلَاسُ زَهَادَةٍ صُفْرُ الْوُجُوهِ مِنَ التَّهَجُّدِ

عبادت کرنے کی وجہ سے کمزور، شب زندہ داری کی وجہ سے ان کے چہرے زرد ہوگئے ہیں ۔

مولا علی علیہ السلام شیعوں کی تیسری صفت علم کے بعد اللہ تعالیٰ کے عبادتگزار بیان فرمارہے ہیں ، فقط عبادت کرنے والے نہیں بلکہ اتنی عبادت الھی کریں کہ عبادت کرنے کی نشانیاں ان میں واضح نظر آئیں ۔

عُمْشُ الْعُیُونِ مِنَ الْبُکَاءِ

(خوف خدا میں) رونے اور بکاء کرنے کی وجہ سے آنکھیں دھنس گئی ہیں ،

چوتھی صفت : خوف خدا میں رونا کیونکہ بغیر کسی سبب کے رونے کی کوئی قیمت نہیں ہے ۔ جیسے روایات میں ہے کہ کلّ عینٍ باکیة یوم القیامة إلاّ ثلاثة أعین : عینٌ بکت من خشیة الله ۔ قیامت کے دن ہرآنکھ رونے والی ہوگی سوائے تین آنکھوں کے ان میں سے ایک وہ آنکھ جو خوف خدا میں رونے والی ہوگی۔

نتیجہ میں مومن ہمیشہ رجا (امید) اور خوف کی حالت میں ہوتا ہے ۔

ذُبُلُ الشِّفَاهِ مِنَ الذِّکْرِ خُمْصُ الْبُطُونِ مِنَ الطَّوَی ، تُعْرَفُ الرَّبَّانِیَّةُ فِی وُجُوهِهِمْ وَ الرَّهْبَانِیَّةُ فِی سَمْتِهِمْ

ان کے ہونٹ ذکر خدا کرنے کی وجہ سے خشک ہوگئے ہیں ، اور ان کے بطون بھوک کی وجہ سے پشت کی طرف ہیں ، ان کے چہروں سے ربانیت ظاہر ہوتی ہے، اور زھد ان کی صورت سے ظاہر ہوتا ہے،

پانچویں صفت : ہمیشہ ذکر خدا میں مشغول رہتے ہیں کوئی بھی چیز انھیں ذکر خدا سے نہیں روکتی ، یہاں تک ذکر خدا کرتے ہیں کہ ان کی علامات ظاہر ہوجاتی ہیں ۔

اور اسی دوسری صفات یہ ہیں :

مَصَابِیحُ کُلِّ ظُلْمَةٍ وَ رَیْحَانُ کُلِّ قَبِیلٍ

تاریکی اور ظلمت میں روشنی ، ہر قسم کی خوشبو ہیں ،

لَا یُثْنُونَ مِنَ الْمُسْلِمِینَ سَلَفاً وَ لَا یَقْفُونَ لَهُمْ خَلَفاً شُرُورُهُمْ مَکْنُونَةٌ وَ قُلُوبُهُمْ مَحْزُونَةٌ وَ أَنْفُسُهُمْ عَفِیفَةٌ وَ حَوَائِجُهُمْ خَفِیفَةٌ أَنْفُسُهُمْ مِنْهُمْ فِی عَنَاءٍ وَ النَّاسُ مِنْهُمْ فِی رَاحَةٍ

مسلمانوں کو ناپسند نہیں رکھتے ، ان کی پیٹھ پیچھے (برائی) نہیں کرتے ، جن کی برائی کسی تک نہیں پہنچتی ہے ۔--

باقی صفحہ نمبر ۱۱ پر -----------

امام محمد باقر علیہ السلام کی نصیحتیں

مولانا محمد علی غازی نجفی

اللہ تبارک و تعالیٰ نے بنی نوعِ انسان کی ہدایت کے لئے اپنے خاص بندوں کو منتخب فرمایا اور ان بندوں کو علم اور حکمت سے نوازا جیسا کہ قرآن میں کئی موارد میں ان ہستیوں کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ نے ان کو علم اور حکمت عطا کیا ہے تاکہ یہ خاص اللہ کے بندے دیگر بندگانِ خدا کو علم و حکمت کی تعلیم دیں اور نجات کا راستہ دکھلائیں ۔ انہی اللہ کے منتخب کردہ بندگانِ ذوی الاحترام میں سے ایک حضرت محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام کی ذات مبارک ہیں کہ جنہیں باقر العلوم کے لقب سے پہچانا جاتا ہے ، ہم اپنے اس مختصر مقالے میں اس عظیم امام جو کہ علم و حکمت ِ خدا کے حامل وراثِ انبیاء خلیفۃ رسول رب العالمین ﷺ ہیں ، اسی امامؑ کے گوہر نایاب فرامین میں سے چند نصیحتوں کو نقل کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں اس لئے بعض مفید اور اہم ترین نصیحتوں کو نقل کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں اللہ ہم سب کو ان نصیحتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔

پہلی نصیحت: عمل میں اخلاص

اصول کافی ج ۲ باب الایمان و الکفر میں شیخ یعقوب کلینیؒ امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

مَا أَخْلَصَ اَلْعَبْدُ اَلْإِيمَانَ بِاللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ أَرْبَعِينَ يَوْماً أَوْ قَالَ مَا أَجْمَلَ عَبْدٌ ذِكْرَ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ أَرْبَعِينَ يَوْماً إِلاَّ زَهَّدَهُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ فِي اَلدُّنْيَا وَ بَصَّرَهُ دَاءَهَا وَ دَوَاءَهَا فَأَثْبَتَ اَلْحِكْمَةَ فِي قَلْبِهِ وَ أَنْطَقَ بِهَا لِسَانَهُ

جس نے چالیس دن اللہ پر ایمان کو خالص رکھا اللہ اسے اس دنیا میں زاہد بنا دیتا ہے اور دنیا کی بیماری اور دواء کی بصیرت عطا کرتا ہے اور اس کے دل میں حکمت کو محکم کرتا ہے اور اس کی زبان سے حکمت کو جاری کرتا ہے ۔

اس کے بعد آپ علیہ السلام نے اس آیت کی تلاوت فرمائی :

ثُمَّ تَلاَ : «إِنَّ اَلَّذِينَ اِتَّخَذُوا اَلْعِجْلَ سَيَنٰالُهُمْ غَضَبٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَ ذِلَّةٌ فِي اَلْحَيٰاةِ اَلدُّنْيٰا وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي اَلْمُفْتَرِينَ » فَلاَ تَرَى صَاحِبَ بِدْعَةٍ إِلاَّ ذَلِيلاً وَ مُفْتَرِياً عَلَى اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِمْ إِلاَّ ذَلِيلاً.

اور جنہوں نے گوسالہ کو معبود بنایا بیشک ان پر عنقریب ان کے رب کا غضب واقع ہوگا اور دنیاوی زندگی میں ذلت اٹھانا پڑے گی اور بہتان پردازوں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں ۔ (اعراف ۱۵۲)

پس وہ مؤمن بدعت والوں کو ذلیل دیکھتا ہے اور اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ پر اور اہل بیت علیہم السلام پر جھوٹ باندھنے والے کو ذلیل دیکھتا ہے۔

اسی روایت میں امامؑ نے مؤمن کے اخلاص کے فوائد کو بیان فرمایا ہے کہ اگر مؤمن چالیس دن کو اللہ کے لئے خاص کرے تو اس کی باقی زندگی بصیرت کے ساتھ گزرے گی ، اسے دنیا کی حقیقت اور ان لوگوں کی جو بدعتوں کو ایجاد کرتے ہیں کی حقیقت کا اللہ علم دیتا ہے ۔ (اصول کافی ج۲، ص ۱۴)

دوسری نصیحت: اصول اسلام کے بارے میں

اصول کافی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ زرارہ بن اعین

نقل کرتا ہے :

عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسَةِ أَشْيَاءَ عَلَى الصَّلَاةِ وَ الزَّكَاةِ وَ الْحَجِّ وَ الصَّوْمِ وَ الْوَلَايَةِ

آپ علیہ السلام نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے : نماز، زکات، حج ، روزہ اور ولایت پر

قَالَ زُرَارَةُ فَقُلْتُ وَ أَيُّ شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ أَفْضَلُ فَقَالَ الْوَلَايَةُ أَفْضَلُ لِأَنَّهَا مِفْتَاحُهُنَّ وَ الْوَالِي هُوَ الدَّلِيلُ عَلَيْهِنَّ

جناب زرارہ کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا : مولا ان میں سے کونسی چیز سب سے افضل ہے ؟ آپ نے فرمایا ولایت سب سے افضل ہے کیونکہ ولایت باقی اصولی کی چابی ہے اور ـ۔ ان پر دلیل ہے ۔

قُلْتُ ثُمَّ الَّذِي يَلِي ذَلِكَ فِي الْفَضْلِ فَقَالَ الصَّلَاةُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ص قَالَ الصَّلَاةُ عَمُودُ دِينِكُمْ

میں نے عرض کیا اس کے بعد کونسی چیز افضل ہے؟

امامؑ نے فرمایا: نماز ، بتحقیق نماز کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ نماز تمہارے دین کا ستون ہے ، راوی کہتا ہے :

قَالَ قُلْتُ ثُمَّ الَّذِي يَلِيهَا فِي الْفَضْلِ قَالَ الزَّكَاةُ لِأَنَّهُ قَرَنَهَا بِهَا وَ بَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَهَا وَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ص الزَّكَاةُ تُذْهِبُ الذُّنُوبَ

میں نے عرض کیا : اس کے بعد کونسی چیز افضل ہے ؟

امامؑ نے فرمایا: زکات ہے کیونکہ اللہ نے زکات کو نماز کے ساتھ ذکر کیا ہے اور نماز کو زکات سے پہلے ذکر کیا ہے اور رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

زکات گناہوں کو ختم کرتی ہے ۔

قُلْتُ وَ الَّذِي يَلِيهَا فِي الْفَضْلِ قَالَ الْحَجُّ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ- وَ لِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَ مَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعالَمِينَ آل عمران: ۹۷- وَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ص لَحَجَّةٌ مَقْبُولَةٌ خَيْرٌ مِنْ عِشْرِينَ صَلَاةً نَافِلَةً وَ مَنْ طَافَ بِهَذَا الْبَيْتِ طَوَافاً أَحْصَى فِيهِ أُسْبُوعَهُ وَ أَحْسَنَ رَكْعَتَيْهِ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ وَ قَالَ فِي يَوْمِ عَرَفَةَ وَ يَوْمِ الْمُزْدَلِفَةِ مَا

میں نے عرض کیا: اس کے بعد کونسی چیز افضل ہے ؟

امام نے فرمایا: حج ہے ، اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے : لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ جو اس کے گھر تک جانے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس گھر کا حج کرے اور جس نے اس کا انکار کیا یا جو انکار کرتا ہے تو اللہ عالمین سے بے نیاز ہے ۔ (یعنی اس بندے کا اپنا نقصان ہوگا۔)

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک مقبول شدہ حج بیس مستحب نمازوں سے افضل ہے اور جس نے اس گھر کا طواف کیا وہ اس ہفتہ محفوظ رہتا ہے اور جو دو رکعت طواف بہترین انداز میں ادا کرے گا تو اللہ اسے بخش دیتا ہے ، اور عرفہ اور مزدلفہ کے دن جو مانگے گا اسے عطا کیا جائے گا یعنی اسے مل جائے گا ۔

قَالَ قُلْتُ فَمَا ذَا يَتْبَعُهُ قَالَ الصَّوْمُ قُلْتُ وَ مَا بَالُ الصَّوْمِ صَارَ آخِرَ ذَلِكَ أَجْمَعَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ص الصَّوْمُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ

راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا:

روزہ کو ان تمام کے آخر میں رکھنے کی کیا وجہ ہے ؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

روزہ جہنم کی آگ کے لئے ڈھال ہے ۔

قَالَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ أَفْضَلَ الْأَشْيَاءِ مَا إِذَا فَاتَكَ لَمْ تَكُنْ مِنْهُ تَوْبَةٌ دُونَ أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ فَتُؤَدِّيَهُ بِعَيْنِهِ إِنَّ الصَّلَاةَ وَ الزَّكَاةَ وَ الْحَجَّ وَ الْوَلَايَةَ لَيْسَ يَقَعُ شَيْءٌ مَكَانَهَا دُونَ أَدَائِهَا وَ إِنَّ الصَّوْمَ إِذَا فَاتَكَ أَوْ قَصَّرْتَ أَوْ سَافَرْتَ فِيهِ أَدَّيْتَ مَكَانَهُ أَيَّاماً غَيْرَهَا وَ جَزَيْتَ ذَلِكَ الذَّنْبَ بِصَدَقَةٍ وَ لَا قَضَاءَ عَلَيْكَ وَ لَيْسَ مِنْ تِلْكَ الْأَرْبَعَةِ شَيْءٌ يُجْزِيكَ مَكَانَهُ غَيْرُهُ

راوی کہتا ہے : اس کے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا : سب سے افضل چیز دیگر چیزوں میں سے وہی ہے کہ جب وہ قضاء ہو جائے تو اس کو ادا کئے بغیر توبہ قبول نہیں ہوتی اور یقیناً نماز ، زکات، حج اور ولایت کی جگہ اور کوئی چیز نہیں لے سکتی ہے ، جب تک ان کو بعینہٖ ادا نہ کیا جئے اور یقیناً روزہ اگر رہ جائے یا قصر کیا جائے یا روزے کی حالت میں سفر کیا جائے تو اس کو دیگر ایام میں انجام دیا جاتا ہے اور صدقہ بھی اس کا جبران کرتا ہے اور جب دیگر دنوں میں روزہ رکھیں تو قضاء واجب نہیں رہتی اور روزے کے علاوہ باقی چار چیزوں کی جگہ کوئی چیز نہیں لے سکتی ۔

قَالَ ثُمَّ قَالَ ذِرْوَةُ الْأَمْرِ وَ سَنَامُهُ وَ مِفْتَاحُهُ وَ بَابُ الْأَشْيَاءِ وَ رِضَا الرَّحْمَنِ الطَّاعَةُ لِلْإِمَامِ بَعْدَ مَعْرِفَتِهِ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ- مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطاعَ اللَّهَ وَ مَنْ تَوَلَّى فَما أَرْسَلْناكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظاً النساء: ۸۰- أَمَا لَوْ أَنَّ رَجُلًا قَامَ لَيْلَهُ وَ صَامَ نَهَارَهُ

وَ تَصَدَّقَ بِجَمِيعِ مَالِهِ وَ حَجَّ جَمِيعَ دَهْرِهِ وَ لَمْ يَعْرِفْ وَلَايَةَ وَلِيِّ اللَّهِ فَيُوَالِيَهُ وَ يَكُونَ جَمِيعُ أَعْمَالِهِ بِدَلَالَتِهِ إِلَيْهِ مَا كَانَ لَهُ عَلَى اللَّهِ جَلَّ وَ عَزَّ حَقٌّ فِي ثَوَابِهِ وَ لَا كَانَ مِنْ أَهْلِ الْإِيمَانِ

راوی کہتا ہے اس کے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا: پس کسی بھی امر کی اعلیٰ منزلت کا حصول اور اس شرف و عزت کی چابی اور تمام اشیاء کا دروازہ اور رحمٰن کی رضا ، اللہ کی معرفت کے بعد اطاعتِ امام ہے ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے :

جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے منہ موڑ لیا تو ہم نے آپ کو ان کا نگہبان بنا کر تو نہیں بھیجا ۔ (نساء ۸۰)

پس آگاہ ہو جاؤ کہ اگر کوئی شخص رات کو جاگ کر عبادت میں گزارتا ہے اور دن کو روزے رکھتا ہے اور اپنا تمام مال اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہے اور ہر سال حج بجالاتا ہے اور ولی اللہ کی ولایت کو نہیں پہچانتا ہے تاکہ ان کی پیروی کرے اور اس کے تمام تر اعمال اس ولی اللہ کی رہنمائی میں انجام پائیں تو اللہ کی طرف سے اس کے تمام اعمال کا ثواب نہیں ملے گا اور نہ وہ اہل ایمان میں سے ہوگا۔

ثُمَّ قَالَ أُولَئِكَ الْمُحْسِنُ مِنْهُمْ يُدْخِلُهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ.

اس کے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا ان میں سے جو احسان کرنے والا ہے اسے اللہ جنت میں داخل کرے گا اپنے فضل و رحمت کے ذریعے ۔(الکافی (ط - الإسلامیة)، ج۲، ص: ۱۹)

اور ایک حدیث میں امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں :

کسی نے امام علیہ السلام سے پوچھا کہ مولا آپؑ کے بارے میں سنا ہے کہ آپؑ نے جناب خیثمہ کے سوال میں کہ جس میں اس نے آپ سے پوچھا تھا کہ ایمان کیا ہے تو آپ نے فرمایا تھا : ایمان اللہ پر یقین رکھنا ، اس کی کتاب کی تصدیق کرنا، اور اللہ کی معصیت نہ کرنا ہے ۔ تو آپ نے علیہ السلام نے جواب دیا: خیثمہ نے سچ کہا ہے ۔

تیسری نصیحت : اطاعت خدا کے بارے میں

امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے شیعوں سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: لَا تَذْهَبْ بِكُمُ الْمَذَاهِبُ فَوَ اللَّهِ مَا شِيعَتُنَا إِلَّا مَنْ أَطَاعَ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ.(الکافی (ط - الإسلامیة) ؛ ج ۲ ؛ ص ۷۳)

تمہیں مختلف مذاہب گمراہ نہ کر دیں ، اللہ کی قسم ہمارا شیعہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ جو اللہ کی اطاعت کرتا ہے ۔

دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا:

عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع فِي حَدِيثٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ص قَالَ: إِنَّهُ لَا يُدْرَكُ مَا عِنْدَ اللَّهِ إِلَّا بِطَاعَتِهِ (وسائل الشیعۃ ؛ ج۱۵ ؛ ص ۲۳۴)

جو بھی اللہ کے نزدیک ہے انسان اسے حاصل نہیں کرسکتا سوائے اللہ کی اطاعت کے ذریعے ۔

تیسری حدیث میں فرمایا:

عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: قَالَ لِي يَا جَابِرُ أَ يَكْتَفِي مَنْ يَنْتَحِلُ التَّشَيُّعَ- أَنْ يَقُولَ بِحُبِّنَا أَهْلَ الْبَيْتِ- فَوَ اللَّهِ مَا شِيعَتُنَا إِلَّا مَنِ اتَّقَى اللَّهَ وَ أَطَاعَهُ وَ مَا كَانُوا يُعْرَفُونَ يَا جَابِرُ إِلَّا بِالتَّوَاضُعِ وَ التَّخَشُّعِ وَ الْأَمَانَةِ وَ كَثْرَةِ ذِكْرِ اللَّهِ وَ الصَّوْمِ وَ الصَّلَاةِ وَ الْبِرِّ بِالْوَالِدَيْنِ وَ التَّعَاهُدِ لِلْجِيرَانِ مِنَ الْفُقَرَاءِ وَ أَهْلِ الْمَسْكَنَةِ وَ الْغَارِمِينَ وَ الْأَيْتَامِ وَ صِدْقِ الْحَدِيثِ وَ تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ- وَ كَفِّ الْأَلْسُنِ عَنِ النَّاسِ إِلَّا مِنْ خَيْرٍ وَ كَانُوا أُمَنَاءَ عَشَائِرِهِمْ فِي الْأَشْيَاءِ

جابر سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے جابر سے فرمایا:

کیا یہ کافی ہے کہ جو شیعہ ہو اور ہم اہل بیتؑ کی محبت کا دعویدار ہو ! خدا کی قسم ہمارے شیعہ نہیں ہیں سوائے ان کے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور اللہ کی اطاعت کرتے ہیں ، اور ان کو نہیں پہچانا جاتا سوائے تواضع و انکساری ، ان کے خوفِ خدا کے ذریعے ، ان کی امانتداری کے ذریعے ، ان کی کثرت سے ذکرِ خدا کے ذریعے ، ان کے روزے اور نماز کے ذریعے ، ان کے والدین سے نیکی کے ذریعے ، فقراء پڑوسیوں ، مساکین اور مقروض اور یتیموں کی دیکھ بھال کے ذریعے ، اور سچی بات اور تلاوت قرآن کے ذریعے ، اور سوائے اچھائی کے اپنی زبان کو روکنے کے ، اپنے قبیلوں کے ساتھ امانتداری کے ذریعے ۔

إِلَى أَنْ قَالَ أَحَبُّ الْعِبَادِ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ أَتْقَاهُمْ وَ أَعْمَلُهُمْ بِطَاعَتِهِ

یہاں تک کہ امام علیہ السلام نے فرمایا:

اللہ کے نزدیک پسندیدہ بندہ اپنے بندوں میں سے وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو اور سب سے زیادہ اللہ کا فرمانبردار ہو ۔

يَا جَابِرُ وَ اللهِ مَا نَتَقَرَّبُ إِلَى اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ إِلَّا بِالطَّاعَةِ وَ مَا مَعَنَا بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ وَ لَا عَلَى اللهِ لِأَحَدٍ مِنْ حُجَّةٍ مَنْ كَانَ لِلهِ مُطِيعاً فَهُوَ لَنَا وَلِيٌّ وَ مَنْ كَانَ لِلهِ عَاصِياً فَهُوَ لَنَا عَدُوٌّ وَ مَا تُنَالُ وَلَايَتُنَا إِلَّا بِالْعَمَلِ وَ الْوَرَعِ (وسائل الشیعۃ؛ ج۱۵؛ ص۲۳۴)

اے جابر! خدا کی قسم ہم اللہ کا تقرب حاصل نہیں کرتے سوائے اطاعت کے ذریعے ، ہمارے ساتھ جہنم کی آگ سے بچنے کی کوئی چیز نہیں ہے اور نہ اللہ پر کسی کے پاس کوئی دلیل ہے ، پس جس نے اللہ کی اطاعت کی وہ ہمارا دوست ہے اور جس نے اللہ کی معصیت کی وہ ہمارا دشمن ہے اور ہماری محبت اور ولایت شامل نہیں کرتی سوائے اس کے جو عمل اور پرہیز گاری کے ساتھ ہو ۔

چوتھی حدیث: امام باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ فِي حَدِيثٍ وَ اللهِ مَا مَعَنَا مِنَ اللهِ بَرَاءَةٌ وَ لَا بَيْنَنَا وَ بَيْنَ اللهِ قَرَابَةٌ وَ لَا لَنَا عَلَى اللهِ حُجَّةٌ وَ لَا نَتَقَرَّبُ إِلَى اللهِ إِلَّا بِالطَّاعَةِ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُطِيعاً لِلهِ تَنْفَعُهُ وَلَايَتُنَا وَ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ عَاصِياً لِلهِ لَمْ تَنْفَعْهُ وَلَايَتُنَا وَيْحَكُمْ لَا تَغْتَرُّوا وَيْحَكُمْ لَا تَغْتَرُّوا. (وسائل الشیعۃ، ج۱۵، ص: ۲۳۵)

خدا کی قسم ہمارے پاس جہنم سے بچنے کے لئے اللہ کی طرف سے کوئی برائت نہیں ہے اور نہ ہی اللہ اور ہمارے درمیان کوئی رشتہ داری ہے اور نہ ہی اللہ پر ہمارے لئے کوئی حجت ہے اور ہم اللہ کے قریب نہیں ہوتے مگر اطاعت کے ساتھ ، پس تم میں سے جو بھی اللہ کا مطیع ہوگا اسے ہماری ولایت فائدہ دے گی اور جو تم میں سے معصیت کرنے والا ہوگا اسے ہماری ولایت فائدہ نہیں دے گی ۔ وائے ہو تم پر دھوکے میں مت رہنا ، وائے ہو تم پر دھوکے میں مت رہنا ۔

ان روایات اور دیگر روایات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام اپنے شیعوں سے صحیح عقائد کے ساتھ ساتھ اطاعت خداوندِ قدوس کی تمنا رکھتے ہیں اور اپنے شیعوں کو باعمل بننے کی تلقین فرماتے ہیں اور ان شیعوں کو اپنی شفاعت اور ولایت کے فائدے کی خوشخبری سناتے ہیں جو باعمل ہیں اور فقط دعویدار نہیں ۔

بقیہ: شیعہِ علیؑ دَر نگاہِ مولا علی علیہ السلام

ان کے دل غمگین ہیں ، ان کے نفوس پاک و پاکیزہ ہیں ، ان کی ضرورتیں قلیل ہیں ،اپنی جان کو زحمت میں ڈالتے ہیں ،لوگ ان سے راحت میں ہوتے ہیں ۔

(مولا علی علیہ السلام کے شیعہ دوسروں کو آزار تکلیف نہیں دیتے)

فَهُمُ الْكَاسَةُ الْأَلِبَّاءُ وَ الْخَالِصَةُ النُّجَبَاءُ فَهُمُ الرَّوَّاغُونَ فِرَاراً بِدِينِهِمْ إِنْ شَهِدُوا لَمْ يُعْرَفُوا وَ إِنْ غَابُوا لَمْ يُفْتَقَدُوا أُولَئِكَ شِيعَتِيَ الْأَطْيَبُونَ وَ إِخْوَانِيَ الْأَكْرَمُونَ أَلَا هَاهْ شَوْقاً إِلَيْهِمْ

(اِمالی الطوسیؒ ج ۲ ص ۱۸۸)

وہ زیرک اور عقل مند ہیں ، اگر موجود ہوں تو پہچانے نہیں جاتے اور اگر غائب ہون تو کوئی انہیں ڈھونڈتا نہیں ہے ، یہی میرے پاکیزہ شیعہ ہیں اور میرے بزرگوار بھائی ہیں ، آہ کتنا مجھے ان کے دیدار کا شوق ہے ۔

(مومن ہمیشہ زیرک اور عقلمند ہوتا ہے)

اور اسی طرح نہج البلاغہ میں خطبہ ہمام (جس خطبہ میں امام علی علیہ السلام نے متقین کی صفات فرمائی ہیں) اور اسی طرح حارث ھمدانی کے امام علی علیہ السلام کے نام مکتوب میں جو صفات بیان کی گئی ہیں وہ مولا علی علیہ السلام کے حقیقی شیعہ کی صفات ہیں ۔

نتیجہ میں مولا علی علیہ السلام کا شیعہ حلیم اور بردبار ہوتا ہے ، علم حاصل کرنے کے بعد اس پر عمل کرتا ہے ، خوف خدا ،ذکر خدا کرنے والا ، مخلص اور کریم وغیرہ ہوتا ہے ۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے بحق چھاردہ معصومین علیہم السلام ہمیں ان صفات کوحاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور قیامت کے دن شیعان علی علیہ السلام میں محشور فرمائے ۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی قید

مولانا قیصر عباس نجفی

ہارون ملعون ۱۷۹ ہجری کو رمضان کا عمرہ مکمل کر کے مدینہ آیا۔ یحییٰ بن خالد کہتا ہے کہ اس نے ہارون کو قبرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب کرتے ہوئے سنا اور وہ کہہ رہا تھا:

بِأَبِي أَنْتَ وَ أُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَعْتَذِرُ إِلَيْكَ مِنْ أَمْرٍ قَدْ عَزَمْتُ عَلَيْهِ فَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ آخُذَ مُوسَى بْنَ جَعْفَرٍ فَأَحْبِسَهُ لِأَنِّي قَدْ خَشِيتُ أَنْ يُلْقِيَ «ع» بَيْنَ أُمَّتِكَ حَرْباً تُسْفَكُ فِيهَا دِمَاؤُهُمْ (عیون اخبار الرضا علیہ السلام ج ۱، ص ۷۳)

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں، میں آپؐ سے اس امر کی معذرت خواہی کرتا ہوں جس کے کرنے کا میں پختہ ارادہ کر چکا ہوں، پس میں امام موسیٰ کاظمؑ کو قید کرنے لگا ہوں کیونکہ مجھے خوف ہے کہ موسیٰ کاظمؑ امت کے درمیان جنگ نہ کرا دے کہ جس میں امت کا خون بہہ جائے۔

ہارون ملعون نے یہ کلام ۱۹ شوال ۱۷۹ ہجری کی رات کیا۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو قید کرنا:

فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ أَرْسَلَ إِلَيْهِ الْفَضْلَ بْنَ الرَّبِيعِ وَ هُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي مَقَامِ رَسُولِ اللهِ ص فَأَمَرَ بِالْقَبْضِ عَلَيْهِ وَ حَبْسِهِ (عیون اخبار الرضا علیہ السلام ج ۱، ص ۷۳)

پس جب ۲۰ شوال کی صبح ہوئی تو ہارون ملعون نے امامؑ کو قید کرنے کے لئے فضل بن ربیع کو بھیجا اور امامؑ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔

جبکہ ایک اور روایت میں ہے:

وَ هُوَ عِنْدَ رَأْسِ النَّبِيِّ ص قَائِماً يُصَلِّي (عیون اخبار الرضا علیہ السلام ج ۱، ص ۸۵)

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر والی طرف کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔

جبکہ مجمع المصائب میں ہے:

اصدر حکمہ الی الشرطة باعتقالہ فجاؤوا یبحثون عن الامام این هو فوجدوه قائما یصلی عند قبر جده رسول الله (مجمع المصائب ج ۳، ص ۱۵۸)

ہارون ملعون نے اپنی پولیس کو امامؑ کے قید کرنے کا حکم دیا، پس یہ پولیس امامؑ کو تلاش کرنے لگی کہ امام کہاں پر ہیں تو انہوں نے امامؑ کو اپنے جد امجد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کے پاس نماز پڑھتے ہوئے پایا۔

جبکہ چودہ ستارے میں ہے کہ ہارون نے ایک دو روز قیام کے بعد کچھ لوگ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو گرفتار کرنے کے لئے روانہ کئے جب یہ لوگ امامؑ کے مکان پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہیں، ان لوگوں نے روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کا خیال بھی نہ کیا۔ (علامہ سید نجم الحسن کراروی/ چودہ ستارے ص ۴۱۲)

حالتِ نماز میں گرفتار کرنا: شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

فَقُطِعَ عَلَيْهِ صَلَاتُهُ وَ حُمِلَ وَ هُوَ يَبْكِي وَ يَقُولُ أَشْكُو إِلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ مَا أَلْقَى وَ أَقْبَلَ النَّاسُ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ يَبْكُونَ وَ يَصِيحُونَ فَلَمَّا حُمِلَ إِلَى بَيْنِ يَدَيِ الرَّشِيدِ شَتَمَهُ وَ جَفَاهُ (عیون

اخبار الرضا علیہ السلام ج۱،ص ۸۵)

امامؑ کی نماز توڑی گئی اور آپؑ کو قید کیا گیا، امامؑ گریہ کر رہے تھے اور فرما رہے تھے اے اللہ کے رسول ﷺ میں آپؑ کو شکایت کرتا ہوں ان مصائب کی جو میرے اوپر ڈھائے جا رہے ہیں، چاروں طرف سے لوگ روتے ہوئے اور چیختے ہوئے بڑھے، پس جب امامؑ کو ہارون کے پاس لایا گیا تو اس ملعون نے امامؑ کو شتم کیا اور ظلم کیا۔

جبکہ مجمع المصائب میں ہے:

فقطعوا علیہ صلاتہ ولم یمھلوہ من اتمامھا (مجمع المصائب ج۳، ص ۱۵۸)

انہوں نے امام کی نماز توڑی اور نماز مکمل کرنے کی مہلت تک نہ دی۔

اور یہ ملعون امامؑ کو اثنائے نماز گرفتار کر کے کھینچتے ہوئے مسجد سے باہر لے گئے۔ احسن المقال ج۲، ص ۵۱

جبکہ مصباح میں ہے ان ظالموں نے نماز کے ختم ہونے کا بھی انتظار نہ کیا اور اسی حالت میں گرفتار کر کے کشاں کشاں (بالجبر کھینچتے ہوئے) ھارون ملعون کے پاس لے چلے۔ (مصباح المجالس ج۵، ص ۲۱۳،۲۱۲)

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام قبر رسول ﷺ سے مخاطب ہو کر عرض کرنے لگے:

اے جدبزرگوارؑ آپؑ دیکھ رہے ہیں کہ یہ بدکردار امت آپؑ کے اہل بیت پر کیا کیا ظلم و ستم ڈھا رہی ہے۔

حضرت کی یہ درد ناک فریاد سن کر حاضرین مسجد رونے لگے مگر حاکمِ وقت کے خوف سے کوئی مزاحمت نہ کر سکا۔

حضرت کو ہارون کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے امامؑ کی شان میں گستاخی کی تو امامؑ نے اس گستاخانہ کلام کا کوئی جواب نہ دیا اور صبر کرتے رہے۔ (مصباح المجالس ج۵، ص۲۱۳)

امام علیہ السلام کے گھر کی حالت:

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے مدینہ جاتے ہی آپؑ کے دولت کدہ میں کہرام بپا ہو گیا، حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی چھوٹی چھوٹی بچیاں اور کمسن بچے قید ہونے کی خبر سن کر بے تابی سے روتے اور جگر خراش نالے کرتے کہ سننے والوں کا کلیجہ منہ کو آتا۔ (مصباح المجالس ج ۵، ص ۲۱۳)

امامؑ کو مدینہ سے بصرہ بھیجنا:

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ أَمَرَ بِبَيْتَيْنِ فَهُيِّئَا لَهُ فَحَمَلَ مُوسَى بْنَ جَعْفَرٍ ع إِلَى أَحَدِهِمَا فِي خَفَاءٍ وَ دَفَعَهُ إِلَى حَسَّانَ السَّرْوِيِّ وَ أَمَرَهُ بِأَنْ يَصِيرَ بِهِ فِي قُبَّةٍ إِلَى الْبَصْرَةِ فَيُسَلِّمَ إِلَى عِيسَى بْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ وَ هُوَ أَمِيرُهَا وَ وَجَّهَ قُبَّةً أُخْرَى عَلَانِيَةً نَهَاراً إِلَى الْكُوفَةِ مَعَهَا جَمَاعَةٌ لِيُعَمِّيَ عَلَى النَّاسِ أَمْرَ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ ع (عیون اخبار الرضا علیہ السلام ج ۱، ص ۸۶)

جب رات ہو گئی تو ہارون نے دو محمل تیار کرائے وہ مہیا کئے گئے، پس ان میں سے ایک پر اس نے امامؑ کو مخفی طور پر سوار کرایا اور اس کو حسان سروی کے حوالے کیا اور اسے حکم دیا کہ امامؑ کو قید میں لے جائے اور اس کو عیسی بن جعفر کے حوالے کریں جو کہ بصرہ کا امیر تھا اور دوسرے محمل کو اس نے دن کو علانیہ طور پر کوفہ بھیجا اور ساتھ ایک جماعت بھی روانہ کی تاکہ وہ لوگوں پر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا امر مخفی رکھ سکے۔

اور عیسی بن جعفر منصور دوانقی کا پوتا تھا۔(علامہ محمدی اشتہاردی /مصائب آل محمد ص۷۰)

جبکہ بحار میں ہے:

فَأُخِذَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَأُدْخِلَ إِلَيْهِ فَقَيَّدَهُ وَ أُخْرِجَ مِنْ دَارِهِ بَغْلَانِ عَلَيْهِمَا قُبَّتَانِ مُغَطَّاتَانِ هُوَ فِي إِحْدَاهُمَا وَ وَجَّهَ مَعَ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا خَيْلًا فَأَخَذَ بِوَاحِدَةٍ عَلَى طَرِيقِ الْبَصْرَةِ وَ الْأُخْرَى عَلَى طَرِيقِ الْكُوفَةِ لِيُعَمِّيَ عَلَى النَّاسِ أَمْرَهُ (بحار ج۴۸، ص ۲۳۳،۲۳۲)

جب امامؑ کو مسجد سے قید کیا گیا اور پھر ہارون ملعون کے پاس لایا گیا تو اس نے امامؑ کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیں۔ پس امامؑ کے گھر سے بیک وقت دو خچر نکلے جن پر قبے تھے، اور وہ مغطی تھے، امامؑ ان میں سے ایک میں تھے، ایک کو بصرہ روانہ کیا اور دوسرے کو کوفہ کے راستے پر اور دونوں کے ساتھ گھوڑے سوار بھیجے۔

دو محملیں تیار کرانے کا مقصد یہ تھا کہ آپؑ کے محل قیام اور قید کی جگہ کو بھی مشکوک بنا دیا جائے، یہ نہایت حسرت ناک واقعہ تھا کہ امامؑ کے اہل حرم اور بچے وقت رخصت آپؑ کو دیکھ بھی نہ سکے اور اچانک محل سرا میں یہ اطلاع پہنچ سکی کہ حضرت سلطنت وقت کی طرف سے قید کر لئے گئے اس سے بیویوں اور بچوں میں کہرام برپا ہو گیا اور یقیناً امامؑ کے دل پر بھی جو اس کا صدمہ ہو سکتا ہے وہ ظاہر ہے مگر آپ کے ضبط و صبر کی طاقت کے سامنے ہر مشکل آسان تھی۔

معلوم نہیں کتنے ہیر پھیر سے یہ راستہ طے کیا گیا تھا کہ پورے ایک ماہ اور

سترہ روز کے بعد ۷ ذی الحج کو آپؑ بصرہ پہنچائے گئے۔ (چودہ ستارے ص ۴۱۲)

صاحب مجمع المصائب بیان فرماتے ہیں:

و حمل من هناک الی سجن البصرة مقیدا بالحدید و عیناه تسیلان دموعا وهو یقول الیک اشکو رسول الله (مجمع المصائب ج۳، ص ۱۵۸)

امامؑ کو مدینہ سے بصرہ لایا گیا اور امام کے پاؤں میں بیڑیاں تھیں اور امامؑ رو رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ نانا میں آپ کو شکایت کرتا ہوں۔

فَقَدِمَ حَسَّانُ الْبَصْرَةَ قَبْلَ التَّرْوِيَةِ بِيَوْمٍ فَدَفَعَهُ إِلَى عِيسَى بْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ نَهَاراً عَلَانِيَةً حَتَّى عُرِفَ ذَلِكَ وَ شَاعَ خَبَرُهُ فَحَبَسَهُ عِيسَى فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ الْمَجْلِسِ الَّذِي كَانَ يَجْلِسُ فِيهِ وَ أَقْفَلَ عَلَيْهِ وَ شَغَلَهُ الْعَبْدُ عَنْهُ (عیون اخبار الرضا علیہ السلام ج۱، ص۸۶)

حسان ترویہ کے دن سے ایک دن پہلے یعنی ۷ ذی الحج کو بصرہ پہنچا، اس نے امامؑ کو عیسیٰ کے حوالے کیا دن کے وقت، تاکہ اس واقعہ کا علم سب کو ہو جائے تو عیسیٰ نے دیوان خانے کے کمروں میں سے ایک کمرے میں امامؑ کو قید کر دیا اور کمرے کو تالا لگا دیا اور ایک غلام کی ڈیوٹی دروازے پر لگا دی۔

یہ غلام حبشی تھا اور اس کو عیسیٰ نے معین کیا تھا زندان پر کہ یہ امامؑ کے حالات جانچے تو اس نے کئی روز حالات جانچنے کے بعد فرمایا میں حبشی ہوں، سنگدل ہوں مگر یہ عبادت اور تلاوت کے علاوہ کسی کام میں مشغول نہیں ہوتے، میں ان کی تلاوت سن کر رونے لگتا تھا۔ مصباح المجالس ج۵ ص ۲۱۴

فَمَضَى بِهِ فَحَبَسَهُ عِنْدَهُ سَنَةً ثُمَّ كَتَبَ إِلَى الرَّشِيدِ أَنْ خُذْهُ مِنِّي وَ سَلِّمْهُ إِلَى مَنْ شِئْتَ وَ إِلَّا خَلَّيْتُ سَبِيلَهُ فَقَدِ اجْتَهَدْتُ بِأَنْ أَجِدَ عَلَيْهِ حُجَّةً فَمَا أَقْدِرُ عَلَى ذَلِكَ حَتَّى إِنِّي لَأَتَسَمَّعُ عَلَيْهِ إِذَا دَعَا لَعَلَّهُ يَدْعُو عَلَيَّ أَوْ عَلَيْكَ فَمَا أَسْمَعُهُ يَدْعُو إِلَّا لِنَفْسِهِ يَسْأَلُ الرَّحْمَةَ وَ الْمَغْفِرَةَ (بحار ج۴۸، ص۲۳۳)

عیسیٰ بن جعفر نے امامؑ کو لیا اور اپنے پاس سال بھر قید رکھا اور پھر ہارون کو خط لکھا کہ امامؑ کو مجھ سے لے جاؤ اور جس کو چاہو حوالے کرو ورنہ میں ان کو رہا کردوں گا۔ کیونکہ یہ قیدی تو فقط اپنے لئے دعا کرتا ہے ہمارے لئے بد دعا تک بھی نہیں کرتا، میں نے قتل کرنے کے بہانے تلاش کئے مگر مجھے نہیں ملے۔

جبکہ احسن المقال میں ہے کہ جب امام موسیٰ کاظمؑ عیسیٰ کی قید میں تھے تو بارہا ہارون نے اسے لکھا کہ امامؑ کو زہر دے دے اس نے جرات کی کہ اس امر قبیح پر اقدام کرے اور اس کے کچھ دوستوں نے بھی اسے منع کیا۔

جب آپ کی قید کی مدت اس کے ہاں طویل ہوئی تو عیسیٰ نے ہارون کو گزشتہ خط لکھا تھا اور مزید یہ کہا کہ اب انہیں مزید قید میں رکھنا میں اپنے لئے پسند نہیں کرتا۔ (احسن المقال، ج ۲، ص ۵۲)

فضل بن ربیع کی قید:

فقبل الطاغیة قول عیسی و نقل الامام الی بغداد مقیدا تحف بہ الشرطة و الحراس حتی اوصلوه الی بغدادا فاودع فی سجن الفضل بن الربیع و لم ینزل ینقل من سجن الی سجن من سجن الفضل بن الربیع الی سجن الفضل بن یحیی و کل مرة کان الطاغیة یأمر جلاورتہ ان یضیقوا علی الامام

(مجمع المصائب ج ۳، ص۱۵۹،۱۵۸)

طاغیہ نے عیسیٰ کا قول قبول کیا اور امامؑ کو بغداد منتقل کیا، امام کے پاؤں میں بیڑیاں تھیں، پولیس نے اپنے گھیرے میں لیا ہوا تھا یہاں تک کہ امامؑ بغداد آئے۔

امامؑ کو فضل بن ربیع کے قید خانے میں رکھا گیا۔

امامؑ ہمیشہ ایک قید خانے سے دوسرے قید خانے میں منتقل ہوتے رہے اور پھر فضل بن ربیع کے قید خانے سے فضل بن یحییٰ کے قید خانے میں رہے، ہر مرتبہ ملعون ہارون اپنےدروغہ کو کہتا کہ امامؑ پر سختی کرو اور وہ سختی کرتے۔

مصائب آل محمد میں ہے کہ مولا موسیٰ کاظم علیہ السلام فضل بن ربیع کی قید میں طویل مدت رہے، انوار خمسہ ص۵۵۹ پر ہے کہ آپؑ فضل بن ربیع کے پاس چار سال قید رہے، بعض روایات میں دس سال قید کا بھی ذکر ہے۔

ہارون نے فضل بن ربیع سے خواہش کی تھی کہ آنخضرتؑ کو شہید کر دے جبکہ اس نے اس کام کے انجام دینے سے انکار کیا تو اس وقت ہارون نے فضل بن ربیع کو خط لکھا کہ امامؑ کو فضل بن یحییٰ کے حوالے کر دو۔ (مصائب آل محمد ص ۷۱)

فضل بن یحییٰ امامؑ کی عبادت سے متاثر ہوا تو اس نے امامؑ کو آسائش مہیا کر دی اور امامؑ کی قدر کرنے لگا جب یہ خبر ہارون تک پہنچی تو اس نے ایک خط میں فضل بن یحییٰ کو لکھا کہ خبردار ان کا احترام نہ کر بلکہ حضرت کو قتل کر دو مگر اس نے قتل نہ کیا۔

کردار سازی (حصہ اول)

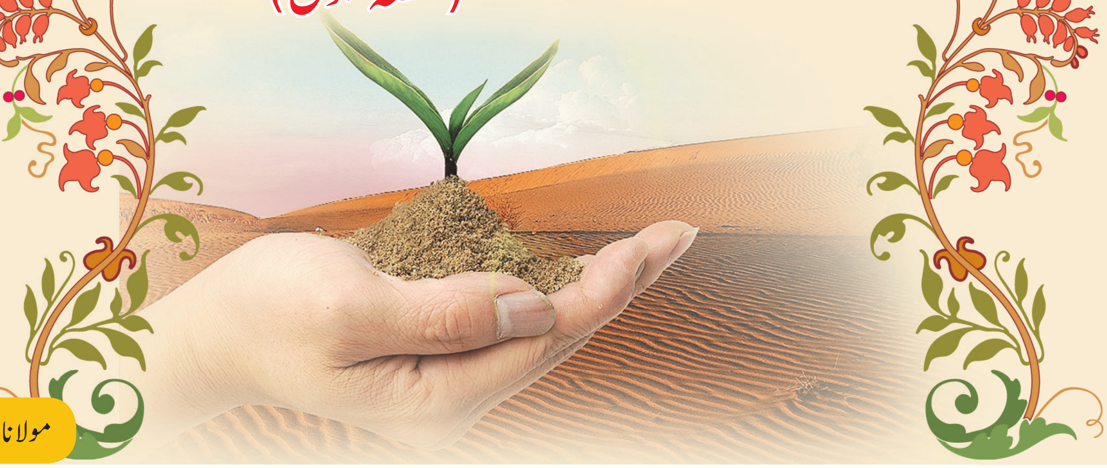

مولانا سید نقاش نقوی

خدا وند متعال نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایااور پوری دنیا کے چرند پرند نباتات جمادات الغرض ساری کائنات کو اسکی خدمت کے لئے مسخر کردیا لیکن اس شرط کے ساتھ کہ یہ انسان اس مالک محی و ممیت و مالک رازق خالق اللہ کی اطاعت کرتا جائے تو یہ ساری خلق خداا سکی اطاعت کے لیے مامور ہے اور یہ واقعی اشرف المخلوقات کہلانے کا حق دار ہے۔

لیکن اگر یہ نافرمانی پروردگار اور بغاوت و سرکشی پر اتر آئے تو یہ جانوروں سے بھی بدتر ہوجائے گا(بل ھم اضل) لہٰذا ضروری ہے انسان کے لیے کہ وہ اپنا محاسبہ کرتا رہے تاکہ اپنے آپکو دیکھتا رہے کہ میں شرف کی منزلیں طے کرتا جارہا ہوں یا بد بختی اور ضلالت کی وادیوں میں غرق ہوتا جارہا ہوں

کردار کا لغوی معنی : طرز، طریق، قاعدہ، شغل، چلن، خصلت، عادت وغیرہ

اور اصطلاح میں : کردار ان امتیازی خصوصیات کو کہتے ہیں جو انفرادی طور پر انسان میں نشونماپاتی ہیں جن کا تعلق انسانی زندگی کے اس رد عمل سے ہے جو مخصوص حالات میں ظاہر ہوتا ہے۔

کردار کی کیفیت

کردار انسان کو باقی دوسری مخلوقات سے جدا کرتا ہے انسان میں اور باقی مخلوقات میں فرق کا پتہ چلتا ہے کیوں کہ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد رب العزت ہے کہ اس کائنات اور تمام مخلوقات کو ایک اعلی مقصد کے تحت پیدا فرمایا اور انسان کو اس زمین پر اشرف المخلوقات خلق فرمایا اور اپنا نائب اور منتظم بنایا اور اسکے بلند مقام کو اسطرح روشناس کرایا

وَ لَقَد كَرَّمنَا بَنِی اٰدَمَ وَ حَمَلنٰهُم فِی البَرِّ وَ البَحرِ وَ رَزَقنٰهُم مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَ فَضَّلنٰهُم عَلٰی كَثِيرٍ مِّمَّن خَلَقنَا تَفضِيلًا

بتحقیق ہم نے آدم کو بزرگی دی اور انہیں خشکی اور تری میں سواریاں عطاء کیں اور انکو پاکیزہ چیزوں سے رزق دیااوراپنی بہت سی مخلوقات پر نمایا فوقیت بخشی(بنی اسرائیل ۷۰)

انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کی واحد وجہ یہ ہے کہ اس کے پاس عقل ہے کہ جس سے وہ باخلاق اور باکردار بنتا ہے اور یہ ملکہ اسے دوسری تمام تر مخلوقات سے جدا کردیتا ہے اسی وجہ سے جہاں اللہ تبارک وتعالی شرک جیسے عظیم گناہ سے منع فرماتا ہے اور واحد و یکتا خدا کی عبادت کا حکم دیتا ہے وہیں جھوٹ حسد کینہ بغض کی بجائے محبت و اخوت بھائی چارے کا حکم دیتا ہے۔

کردار کے جو معنی امتیازی خصوصیات کے لیے گئے ہیں ضروری ہے انسان کے لیے کہ کہ وہ کسی ایسے مربی کو اپنائے کہ جسکا ھدف معین ہو اور وہ مربی صحیح معنوں میں کردار ساز ہو اور آگاہی رکھتا ہو اور پھر اسکے طور و طریقہائے تربیت کے مطابق زندگی گزار کے کمال کی منزلوں کی طرف بڑھا جائے اوردر حقیقت اپنا حقیقی مقام حاصل کرلے یعنی اشرف المخلوقات کے درجے پہ فائز ہوجائے

البتہ دینِ اسلام تعلیم و تربیت ہے اور اس مقصد کے کیے اسلام نے تمام وسائل مھیا کررکھے ہیں چنانچہ رسول اکرم ص معلم بھی ہیں مزکی بھی ہیں آپ ﷺ اسوہ حسنہ اور حقیقی معنی میں انسان کامل ہیں اسلام کا فلسفہ تربیت کردار سازی یا کردار حسنہ کہ جس کے ذریعے انسان کمال تک پہنچتا ہے اور یہ کمال قرب الہی کے سوا کچھ بھی نہیں ہے اور اسلامی کردار اور اخلاق تقوی الھی کی پابند ہیں۔

اسلام تعلیمات پر عمل کرکے کردارسازی کرکے اسلامی کردار میں ڈھالنے

کے لیے اسلام نے انسان کی تمام تر ضرورتوں کا خیال رکھا ہے اور پوریاں کی ہیں خواہ وہ جسمانی ہوں مادی ہو یا روحانی ہوں۔

جیسا کہ اگر انسان اخلاق سے کام لے اور گفتگو کو آداب اسلامی کے موتیوں میں پروئے تو اس سے اسے روحانی و اخروی فائدہ تو ہوگا ہی لیکن دنیاوی فوائد سے بھی مستفید ہوگا لوگ اسکے اخلاق سے اسکے گرویدہ ہوں گے اس سے محبت کریں گے کیوں کہ تواضع حلم و بردباری ایسے اسلامی کردار ہیں کہ اس سے انسان کے دشمن بھی دوست بن جاتے ہیں۔

جیسا کہ حلم کے بارے میں وسائل الشیعہ کتاب الجہاد (باب جہاد النفس اور اسکے متعلقہ ابواب باب نمبر۲۶) میں جناب سید رضی رح حضرت امیر کائناتؑ کا ارشاد گرامی نقل کرتے ہیں کہ فرمایا حلم کی برکت سے حلیم کو جو سب سے پہلا معاوضہ ملتا ہے وہ یہ ہے کہ عام لوگ جاھل کے خلاف اسکے انصار و اعوان ہوتے ہیں

لہٰذا انسان تعلیمات اسلام کے ذریعے کردار سازی کا خاص اہتمام کرے چاہے وہ انفرادی کردار سازی ہو یا اجتماعی۔

یہی تعلیمات اسلام ہی تو تھیں کہ جس نے عرب جیسی بدو قوم کو کہ جو فقط جنگ و جدال شراب و کباب میں وقت صرف کرتے تھے اور ہر طرف بد امنی کا ماحول تھا لیکن! جوں ہی اسلام نے سرزمین عرب پر قدم رکھا تو اس نے تھوڑی سی ہی مدت میں ان بدوں کی کردار سازی کی کہ پوری دنیا کو مسخر کرلیا اور یہی مسلمان پھر اپنے دین پر اور اسلامی تعلیمات کو اپنا کر پوری دنیا کی باقی تمام قوموں سے ہرلحاظ سے آگے تھے بلکہ اگر انہیں پوری قوم کا مربی کہاجائے تو بے جا نہیں ہوگا کیوں کہ مسلمان اسوقت قرآن وسنت پر عمل کرتے تھے دوسرے الفاظ میں یوں کہوں کہ انکی کامیابی کا راز اسلامی تعلیم و تربیت اور اسلامی کردار کو اپنانا تھا۔

لیکن افسوس کہ رفتہ رفتہ مسلمانوں نے اپنے دین کو نظر انداز کرنا شروع کردیا اور اپنی عظیم ثقافت اور تعلیمات اسلام کو ترک کرتے گئے کردار سازی ناپید ہوتی گئی اور اصل مربی بھی ختم ہوتے گئے اگر تھے تو انکو بھی نظر انداز کیا جاتا رہا۔

تو اسوقت مسلمانوں پر دشمن اور ان کی تعلیمات کا غلبہ آچکا ہے اور آج کل مسلمانوں کے گھروں میں اسکول و کالجز میں تعلیمات اسلام کردار سازی کے اصول بھلا دیئے گئے ہیں والدین ان چیزوں کی طرف بلکل متوجہ نہیں ہیں مسلمان دن بدن تنزلی کی طرف جارہے ہیں کیوں کہ وہ تعلیمات اسلام سے دور ہوتے جارہے ہیں۔

معاشرے میں آپ خود ملاحظہ فرمائیں دیکھیں کہ کبھی اپریل فول جیسی یورپی رسم کو اپنانے میں فخر محسوس کیا جاتا ہے جبکہ اسلامی تعلیمات کے بلکل خلاف ہے جھوٹ بولنا سخت منع ہے جبکہ آج جھوٹ بولنا ایک رسم بن گئی ہے

دیکھیں نئے سال کی تقریبات میں اسلامی تعلیمات کی کس طرح دھجیاں اڑائی جاتی ہیں

آئے دن غیر اسلامی تہوار انکے رسم و رواج کو فروغ دیا جارہا ہے کبھی ویمین ڈے پر اسلام کے خلاف دل کھول خود مسلمان احتجاج کرتے نظر آتے ہیں یہ سب تعلیمات اسلام سے دوری اور کردار سازی کے فقدان کا نتیجہ ہے۔

دنیا میں شائد قحط الرجال نہیں بلکہ قحط الکردار ضرور ہے طبیعت ھائے انسانی میں حرص و ہوس جیسی برائی اخلاق سے عاری دھوکا فریب ظلم و بربریت وغیرہ جیسی برائیوں نے ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں کردار سازی کا فقدان ہے کہ جس نے معاشرے کو بانجھ کردیا ہے۔

جبکہ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ اپنی تعلیمات اور کردار کو عالم انسانیت تک مکمل اور احسن ترین اور اعلی ترین انداز پہنچا گئے ہیں ۔

لہٰذا اب یہ ذمہ داری ہم سب کی ہے اور اس ذمہ داری کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے

1. انفرادی

2. اجتماعی

1)): اگر انفرادی خود سازی یا کردار سازی کی بات کریں تو سب سے پہلے محاسبہ نفس بہت ضروری ہے

جیسا کہ نہج البلاغہ میں امیر کائنات کا ارشاد حق ہے کہ

(فحاسب نفسک لنفسک فان غیرھا من الانفس لھا حسیب غیرک)

اپنے آپکو اپنے لیے پرکھ لو اور محاسبہ کرو،چونکہ دوسروں کو پرکھنے اور محاسبہ کرنے کے لیے تمہارے علاوہ کوئی دوسرا موجود ہے(خطبہ ۱۲۰)

لہٰذا محاسبہ اور اسکا بہترین وقت جوانی میں مشق کرنے اور بار بار اپنے آپ کو اللہ کی بارگاہ میں کھڑا کرنے سےانسان کو پھر عادت پڑ جاتی ہے اور اللہ کی عدالت میں یہاں اس دنیاں میں زیادہ دیر کھڑے ہو کرآخرت میں اسکی عدالت میں زیادہ دیر کھڑے ہونے سے بچا جاسکتا ہے۔

(۲): جبکہ اگر ہم اجتماعی کردار سازی ---- باقی اگلے شمارے میں -----

السلام علیک یا سید البطحاء وابن رئیسھا

یا حضرت ابوطالب علیہ السلام

حضرت ابو طالب علیہ السلام ناصرِ رسول ﷺ

مولانا ابو موسیٰ نجفی

جب پیغمبرِ اسلام ﷺ کی آواز گھر کی چار دیواری سے نکل کر مکہ کے کفر پرور فضا میں گونجی تو رد عمل کے طور پر مخالفت کے طوفان اٹھ کھڑے ہوئے جو لوگ پھول برساتے تھے کانٹے بچھانے لگے جن میں جذبہ محبت تھا وہ اب نفرت میں بدلنے لگا قریش نے قدم قدم پر تبلیغ حق میں مشکلات پیدا کیں وہ کونسی رکاوٹ تھی جو آپ کے راستے میں کھڑی نہ کی گئی ہو۔ مگر پیغمبر اکرم ﷺ نے کسی مشکل کو مشکل نہ سمجھا اور قریش کی معاندانہ سرگرمیوں کے باوجود ہمہ تن اپنے تبلیغی کاموں میں مصروف رہے اور دوسری طرف قریش یہ بھی دیکھ رہے تھے کہ حضرت ابو طالب پیغمبراسلام ﷺ کی ہر مشکل میں ساتھ دے رہے ہیں اور حضرت ابوطالبؑ کے ہوتے ہوئے انہیں پیغمبرِ اسلام ﷺ پر حملہ کرنے کی جرات بھی نہ تھی تو انہوں نے حضرت ابو طالبؑ کی حمایت اور سرپرستی کو ختم کرنے کے لئے یہ کھیل کھیلا کہ قریش کے ایک خوبصورت نوجوان عمارہ ابن ولید کو حضرت ابو طالبؑ کے پاس لائے اور کہا کہ آپ اسے اپنا بیٹا بنا لیں اور محمد ﷺ کی حمایت سے دستبردار ہو جائیں تو حضرت ابو طالبؑ نے ان کی یہ انوکھی فرمائش سنی تو فرمایا:

ما انصفتمونی ایها الحمقاء تبا لکم و سحقا اتریدون منی ان اعطیکم روحی و ولدی لتقتلوه و تعطونی ابنکم اربیہ لکم مالکم کیف تحکمون اترجون منی ان استبدل محمد بعمارہ بن ولید فولذی نفسی بیدی لو اعطیتمونی العالم کلها لما استبدلتہ بظفر من رجل محمد ﷺ فالیکم عنی لا تکلمونی و الا علوت رؤسکم بالسیف

اے بیوقوفو! تم نے مجھ سے انصاف نہیں کیا تمہارے لئے بربادی اور ہلاکت ہو تم چاہتے کہ میں تمہیں اپنی روح اور بیٹا تمہیں دے دوں تاکہ تم اس کو قتل کرو اور تم اپنا بیٹا مجھے دے دو تاکہ میں تمہارے لئے اسے پالوں تمہیں کیا ہوگیا ہے تم کیسے فیصلے کر رہے ہو تم مجھ سے یہ امید کرتے ہو کہ عمارہ ابن ولید کو محمد ﷺ کا بدل بناؤ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں ابو طالب کی جان ہے اگر اے قریش! تم مجھے پوری کائنات بھی دے دو تو اس کو میں محمد کے پاؤں کے ناخن کا بدلہ بھی نہیں بناؤں گا۔ مجھ سے دور ہٹ جاؤ اور مجھ سے بات نہ کرو وگرنہ ابوطالب کے ہاتھ میں تلوار ہوگی اور فضا میں تمہارے سر ہوں گے۔

قریش نے جب جناب ابوطالبؑ کی اس حمایت کا اعلان سنا تو سب رسوا ہو کر واپس چلے گئے۔

اے قارئین محترم! جناب ابو طالبؑ کی معرفت کو ملاحظہ فرمائیں حضرت ابو طالبؑ پیغمبر اسلام ﷺ کے پاؤں کے ناخن کے برابر کائنات عالم کو نہیں سمجھتے اگر بندہ حقیر اس بات کو اپنے الفاظ میں تحریر کرے تو عبارت یوں بنے گی:

اگر حضرت ابو طالبؑ کے سامنے دو چیزیں ہو ں ایک طرف پوری کائنات ہو اور دوسرے پیغمبر اسلام ﷺ کے پاؤں کا ناخن ہو تو حضرت ابو طالبؑ کا انتخاب ناخن ہوگا۔

ایسا کیوں؟ چونکہ جو معرفت پیغمبر ﷺ حضرت ابوطالبؑ کو تھی وہ کسی اور کو نہیں۔

اور یہی وجہ تھی کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے حضرت ابو طالبؑ کے بارے یہ جملے ارشاد فرمائے:

لو وضع ایمان ابی طالب فی کفة المیزان و ایمان هذا الخلق فی کفة اخری

کہ اگر ترازو کے ایک پلڑے میں حضرت ابو طالب کا ایمان ہو اور اس کے دوسرے پلڑے میں اس پوری مخلوق کا ایمان ہو تو ابو طالب کے ایمان والا ترازو کا پلڑا وزنی ہو گا۔

تاریخ نے فقط یہی نہیں لکھا بلکہ آگے بھی لکھا ہے کہ جب حضرت ابوطالبؑ کی اس دنیا سے رحلت ہوتی ہے تو جبرائیل پیغمبر اسلام ﷺ پر نازل ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں :

ذھب ناصرک من الدنیا فھاجر

اے رسول ﷺ ! آپ کے ناصر دنیا سے چلے گئے ہیں اب تم مکہ سے مدینہ ہجرت کر جاؤ

اللہ اکبر یہ مقام ہے حضرت ابو طالب علیہ السلام کا۔ خالقِ اکبر جبرائیل کے ذریعے پیغام بھیج رہا ہے کہ اے پیغمبر ﷺ آپ کے ناصر حضرت ابو طالبؑ تھے اب آپ ہجرت کر جائیں اب امتِ مسلمہ کو یہ پیغام ہے کہ نصرت پیغمبر ﷺ کے دعویدار تو بہت ہیں مگر اللہ کے ہاں پیغمبر ﷺ کا ناصر ابوطالب ہے۔

آیئے حضرت ابو طالبؑ کی نصرت ملاحظہ فرمائیں:

ایک دن پیغمبر اسلام ﷺ خانہ کعبہ کے پاس مصروف نماز تھے ابو جہل نے حرم میں بیٹھے ہوئے چند آدمیوں سے کہا کہ تم میں سے کون ہے جو محمد ﷺ کی نماز خراب کرے ؟

عبد اللہ ابن زبعری اٹھا خون اور گوبر لے کر پیغمبر اسلام ﷺ کے چہرہ اقدس پر مل دیا آنحضرت نماز سے فارغ ہوئے اور سیدھے حضرت ابو طالب علیہ السلام کے پاس آئے اور ان کے سوا کون تھا جو آپ کی حالت پر کڑھتا اور دکھ درد سنتا۔ حضرت ابو طالبؑ نے پیغمبر اکرم ﷺ کی یہ حالت دیکھی تو ان کا خون کھولنے لگا پوچھا یہ کس کی حرکت ہے تو آپ نے فرمایا :عبد اللہ ابن زبعری کی۔ حضرت ابو طالبؑ نے تلوار ہاتھ میں لی اور خانہ کعبہ کی طرف چل دئے عبداللہ ابن زبعری اور دوسرے لوگوں نے جیسے ہی حضرت ابو طالبؑ کو دیکھا تو کھسکنا چاہا تو آپ نے گرج کر کہا کہ اگر تم میں سے ایک بھی اپنی جگہ سے ہلا تو اس کی جان کی خیر نہیں یہ سن کر وہ جہاں بیٹھے تھے وہاں دبک کر بیٹھ گئے حضرت ابو طالبؑ نے خون اور گوبر لے کر ایک ایک کے چہرے کو پالش کیا اور نفرین و ملامت کرتے ہوئے واپس آئے۔

ان واقعات کی وجہ سے قریش کا بنی ہاشم اور خصوصاً پیغمبرِ اسلام ﷺ سے عناد اس حد تک بڑھا کہ انھوں نے بنی ہاشم سے قطعِ مراسم کا ارادہ کیا اور انہیں مجبور کیا کہ وہ شہر سے باہر پہاڑ کی ایک گھاٹی میں پناہ لیں اور یہ مقام بھی قریش کی پہنچ سے باہر نہ تھا اور ہر وقت یہ خطرہ رہتا تھا کہ اچانک کسی سمت سے حملہ نہ ہو جائے اور رات کے وقت یہ خطرہ اور بڑھ جاتا تھا۔

اے امت مسلمہ اس مشکل وقت میں حضرت ابوطالبؑ کا کردار ملاحظہ فرمائیں۔ تاریخ اسلام نے اس مشکل گھڑی میں حضرت ابو طالبؑ کے بارے میں یوں تحریر کیا ہے :

کہ حضرت ابوطالب راتیں جاگ کر کاٹتے اور پیغمبر اسلام ﷺ کے بستر پر اپنے بچوں میں سے کسی کو اور علی العموم اپنے چھوٹے فرزند حضرت علیؑ کو سلا دیتے تاکہ رات کے وقت اگر حملہ ہو تو ان کا بیٹا کام آئے اور پیغمبر ﷺ پر آنچ نہ آئے یہ وہ دور تھا کہ جب خطہ عرب میں گنے چنے چند آدمیوں کے علاوہ پیغمبر اسلام ﷺ کا حامی نہ تھا کیا اپنے کیا بیگانے سب ہی دشمنی پر آمادہ اور مخالفت پر تلے ہوئے تھے اس سخت ترین دور میں ایک ابوطالبؑ تھے جو پیغمبر اسلام ﷺ کی حفاظت کر رہے تھے چنانچہ ابن ابی الحدید نے تحریر کیا:

کہ جب پیغمبر ﷺ کی خوابگاہ کا کسی کو علم ہو جاتا تو حضرت ابوطالبؑ کو خطرہ محسوس ہوتا تو رات کو آپ کسی حصے میں انہیں سونے سے جگاتے اور اپنے بیٹے حضرت علیؑ کو آپ ﷺ کی جگہ پر لٹا دیتے۔

اگرچہ کچھ احباب نے اس نصرت و حمایت کو کچھ اور رنگ دیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو طالب کی یہ نصرت مذہبی اور اعتقادی جذبے کے زیر اثر نہ تھی بلکہ اس نصرت و حمایت کا سبب یہ تھا کہ پیغمبر اسلام ﷺ سے آپ کا قرابتی رشتہ تھا وہ آپ کے بھتیجے تھے اور وہ بھی حقیقی بھائی کے بیٹے تھے اور اسی وجہ سے حضرت ابوطالبؑ پیغمبرِ اسلام ﷺ کی نصرت فرماتے تھے۔ تو راقم الحروف کا ان احباب سے فقط یہ سوال ہے کہ اگر یہ سب کچھ حضرت ابوطالبؑ قرابت کی بنیاد پر نصرت فرما رہے تھے تو قرابت بیٹوں سے زیادہ ہوتی ہے یا بھتیجوں سے ،ظاہر ہے جو قرابت اپنے بیٹوں سے ہوتی ہے وہ بھائی کی اولا د سے نہیں ہوتی۔ اگر اس نصرت میں نسبی قرابت کا رشتہ کارفرما ہوتا تو حضرت ابو طالبؑ اپنے بیٹوں کی جانوں کا خطرہ مول لے کر انہیں پیغمبر ﷺ کے بستر پر سونے کا حکم نہ دیتے بلکہ ان کا تحفظ پیغمبر ﷺ کے تحفظ پر مقدم رکھتے۔ جبکہ حضرت ابو طالبؑ پیغمبر اسلام ﷺ کو بچانے کے لئے آپ کے بستر پر اپنے امام بیٹے کو سلاتے تھے۔

یہ واقعات گواہ ہیں کہ حضرت ابو طالبؑ کا دل یقین کی شعاؤں سے روشن اور صدق و صفا کی ضو پاشیوں سے منور تھا اور ان کے صفحہ قلب پر اللہ کی وحدانیت او رپیغمبرِ اسلام ﷺ کی رسالت کے نقوش ثبت تھے اور وہ دل کی گہرائیوں سے نبوت کی تصدیق کر چکے تھے اور اسی تصدیقِ قلبی اور یقینِ باطنی کا نام ایمان ہے۔

اے قارئین محترم ! پیغمبر اسلام ﷺ کے ہر فعل میں حکمتِ عظیمہ موجود ہوتی ہے جیساکہ یہ ایک واقعہ ہے:

لما کانت عودة النبی من الطائف دخل مکة بجوار المطعم بن عدی لیطوف بالکعبة ثم رد علیه جواره لانہ لم یسلم فقال انی لاکره ان اقیم فی جوار مشرک لاکثر من یوم و فی روایة لثلاثة ایام

جب پیغمبر اسلام ﷺ طائف سے لوٹے اور مکہ داخل ہوئے اور مطعم بنی عدی کے جوار میں ٹھہرے تاکہ کعبہ کا طواف کریں پھر آپ نے مطعم بن عدی کے کے جوار کو ترک کر دیا چونکہ وہ مسلمان نہیں ہوا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں ناپسند کرتا ہوں کہ میں مشرک کے جوار میں ایک دن سے زیادہ رہوں جبکہ دوسری روایت میں ہے کہ تین دن سے زیادہ رہوں۔

اے امت مسلمہ ! پیغمبرِ اکرم ﷺ کافر کے جوار میں ایک دن سے زیادہ رہنا حلال نہیں سمجھتے مگر حضرت ابوطالبؑ کے گھر میں بعثت سے پہلے تیس سال اور بعثت کے بعد دس سال تک پیغمبر اسلام ﷺ ٹھہرے رہے ۔

بندہ حقیر یہی سمجھا ہے کہ پیغمبرِ اسلام ﷺ کا یہ واقعہ در اصل حضرت ابو طالبؑ کے مقام کو واضح کرنے کے لئے سر زد ہوا ۔

صاحب کبیر الصحابۃ ابوطالب نے لکھا ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

کان نقش خاتم ابی طالب علیہما السلام رضیت باللہ ربا و ابن اخی محمد نبیا و ابنی علی لہ وصیا

کہ حضرت ابو طالبؑ کی انگھوٹی کا نقش یہ تھا کہ میں اللہ کے رب ہونے پر اور اپنے بھائی کے بیٹے محمد ﷺ کے نبی ہونے پر اور اپنے بیٹے علیؑ کے اس کے وصی ہونے پر راضی ہوں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سوال: میری فجر کی نماز اکثر قضا ہو جاتی ہے کیا کریں اکثر اٹھتا ہوں لیکن نیند کا غلبہ ہوتا ہے تو پھر سو جاتا ہوں؟

مرجع مسلمین وجہان تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف

جواب: بسمہ سبحانہ ! معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے دل میں خدا کا ڈر بہت کم ہے ورنہ اگر آپ کو کسی ڈیوٹی پر اسی وقت جانا ہوتا تو آپ کیسے اٹھتے، کیا الارم والی گھڑی اپنے پاس نہ رکھتے یا اپنے گھر والوں کو نصیحت نہ کرتے کہ آپ کو بیدار کریں۔ لہٰذا ایسا ہی صبح کی نماز پڑھنے کے لئے کریں۔اس کے لئے عزم اور ارادے کی پختگی کی ضرورت ہے نہ کہ صرف دعا کی ضرورت ہے، امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کوئی بھی بندہ سورہ کہف کی آیت نمبر ۱۱۰ کی تلاوت کرکے سوئے گا تو وہ جس وقت اٹھنے کا ارادہ کرے گا اسی وقت خدا اسے بیدار کر دے گا اور اسی سے بیدار ہو جائے گا مگر اٹھ کر نماز کی ادائیگی اس کا اپنا فریضہ ہے۔ والسلام

مرجع عالی قدر دام ظلہ سے پوچھے گئے سوالات اور ان کے جوابات

ترتیب: مولانا محمد مجتبیٰ نجفی

سوال: اگر نماز جعفر طیار میں ترتیب سے تسبیحات اربعہ نہ پڑھ سکے اور آخر میں تین سو بار پڑھ لیں تو کیا ثواب میں کمی ہو گی یا برابر ثواب ملے گا؟

جواب: بسمہ سبحانہ !ایسی صورت میں نماز ہی درست نہیں۔ واللہ العالم

سوال:عدت وفات کی مدت کیا ہے اور کیا اس عرصہ میں نامحرم سے بات کی جا سکتی ہے۔ اس کے گھر سے باہر نکلنے کا کیا حکم ہے اور اس کا نان نفقہ کس کے ذمہ ہے؟

جواب: بسمہ سبحانہ !جس کا شوہر فوت ہو گیا ہو اس کا شرعی وظیفہ یہ ہے کہ وہ عدتِ وفات کے ایام (چار ماہ دس دن) متوفیٰ شوہر کے گھر سے باہر نہ نکلے سوائے اس کے کہ اگر بیمار ہوتی ہے تو علاج کی صورت میں نکل سکتی ہے اور شوہر کے ارث میں اس کا نفقہ ہو گا اور اسی کے گھر عدت پوری کرے گی اور نامحرم سے ہر عورت کا بغیر مجبوری کے ملنا، جلنا، بات چیت وغیرہ جائز نہیں ہے چاہے عدت میں ہو یا نہ ہو۔ واللہ العالم

سوال: میت کو غسلِ میت دینے سے قبل صابن لگانے کے بعد اچھی طرح نہلایا گیا اور اس بات کی مکمل طور تسلی کی گئی کہ میت کے بدن بالخصوص میت کے مقام پیشاب و پاخانہ پہ کسی قسم کی ظاہری نجاست موجود نہ ہے۔مگر جب میت کو آبِ کافور کے ساتھ غسل دیا جارہا تھا تو اس وقت میت کے مقام پاخانہ پہ پاخانہ کی نجاست پائی گئی۔

واضح فرمائیں کہ

۱-کیا میت کو از سرنَو آبِ سدر سے غسل دینا ہو گا۔؟

۲-کیا صرف مقام نجاست کو پاک کرنا کافی ہے اور جو غسل دیا جارہا ہے اس کو جاری رکھا جائے۔؟

جواب: بسمہ سبحانہ !بہتر بلکہ مستحب ہے کہ میت کو تینوں غسل دینے سے پہلے اس کے پیٹ پر آہستہ سے دبا کر ہاتھ کو پھیرا جائے یعنی سینے کی طرف سے ناف کی طرف تاکہ اس کے آنتوں میں جمع شدہ موجود غلاظت باہر نکل جائے اور اس عمل کے بعد اس کے پیشاب و پاخانہ کی جگہوں کو دھو کر پاک کیا جائے اور ان امور کے بعد تینوں غسل میت کو دیئے جائیں ۔

اور مذکورہ صورت حال میں میت چونکہ دفن ہو چکی ہے آپ کا فریضہ تھا کہ آپ ایسا ہی کرتے کہ جس کا ذکر ہم نے اوپر کیا ہے اور اگر آپ نے جس بھی غسل دینے سے پہلے پاخانہ دیکھا تھا تو آپ کا فریضہ تھا کہ اس کو دھو کر اس کو غسل دیتے ۔ واللہ العالم

سوال: فرادیٰ واجب نماز یا باجماعت پڑھ کر اس کا ثواب مرحومین کو ایصال کرنا آپ کی اور دیگر مجتہدین کی نظر میں درست ہے؟

جواب: بسمہ سبحانہ!آپ اگر نماز کسی کی نیابت میں پڑھنا چاہتے ہیں تو وہ نماز اس کی شمار نہیں ہو گی اور آپ اپنے لئے الگ سے نماز بجا لائیں گے اور اپنی نماز کے بعد آپ اس کا ثواب کسی معصومؑ کو یا اپنے کسی عزیز کو ہدیہ کر سکتے ہیں اور واضح رہے کہ ایک نماز ایک ہی شخص کی طرف سے ہوتی ہے۔ واللہ العالم

سوال: تسبیح حضرت زہراءؑ کی تاریخ اور سب سے پہلے کس نے دانوں والی تسبیح بنائی؟خاک شفاء کی پہلی تسبیح کب اور کس نے بنائی ؟

جواب: بسمہ سبحانہ! سب سے پہلے جناب زہراءؑ نے دھاگے کی تسبیح بنائی تھی یعنی دھاگے کی گرہیں بنا کر اس پر تسبیح کیا کرتی تھیں جب حضرت حمزہؑ شہید ہوئے تو انہوں نے ان کی قبر سے مٹی لے کر اس کی تسبیح بنائی تھی اور ہماری روایات میں ہے کربلا کی مٹی کی تسبیح زیادہ ثواب رکھتی ہے کیونکہ یہ کربلا کی مٹی بھی تسبیح کرتی ہے۔ واللہ العالم

سوال: کسی شخص کا کبوتر ہمارے گھر آ گیا اس کے مالک کا پتہ نہیں کون ہے وہ ہم نے بیچ دیا اب اس کی جو قیمت ہمارے پاس ہے شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: بسمہ سبحانہ !آپ کا فریضہ ہے کہ اس کے مالک کو تلاش کریں۔ آپ نے اسے پکڑ کر بیچا ہے آپ اس کے غاصب ہوئے ہیں اور اگر آپ کو خریدنے والے کا پتا ہے تو اسے پیسے واپس دے کر وہی کبوتر حاصل کر

کے مالک تک پہنچائیں یا اسے آزاد کر دیں تاکہ وہ مالک تک پہنچ جائے۔ واللہ العالم

سوال: عمومی مقامات پر عورت کے لئے ایسے جوتے پہننے کا کیا حکم ہے کہ جس کی ایڑھی کسی دھات کی بنی ہو اور جب عورت چلے تو اس سے آواز پیدا ہو؟

جواب: یہ عمل جائز ہے اور غیر سنجیدہ ہے لیکن اگر عورت کا یہ کام کرنا اس ارادے سے ہو کہ وہ اجنبی لوگوں کی نظروں کو اپنی طرف متوجہ کرے تو یہ حرام ہے۔

سوال: کیا نامحرم عورت کو براہ راست یا غیر براہ راست انٹرنیٹ کے ذریعے ایسی ای میل کرنا جائز ہے کہ جس میں معصوم علیھم السلام کے اقوال ہوں؟

جواب: اگر یہ ای میل کتابت کی صورت میں ہو، عشق سے خالی ہو اور ایسی پیشکش سے بھی خالی ہو جس سے آپ کے ساتھ تعلق میں رغبت ہو یعنی شہد میں زہر نہ ہو تو ایسی ای میل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

سوال: کیا حجام کے لئے ایسے لوگوں کی داڑھی مونڈنا جائز ہے جو خود حجام کو اپنی داڑھی منڈوانے کا کہتے ہیں اور اگر اس صورت میں حجام انکار کر دے تو کسی اور حجام کے پاس چلے جائیں گے اور حجام کے رزق میں کمی ہو گی؟

جواب: اس فرض اور صورت میں حجام کے لئے داڑھی مونڈنا حرام ہے اور اس اجرت اور پیسوں کا بھی مالک نہیں ہو گا جو دارڑھی مونڈنے پر تقاضہ کرتا ہے۔

سوال: کیا اپنے سینے پر مولا علی کے نام کا وشم بنوانا جائز ہے اور وشم کا مطلب ہے کہ انسان سوئی سے گدائی کرے اور اس میں نیلا یا ہرا رنگ بھرنے کا نشان۔

جواب: افضل یہ ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے کیونکہ جسم انسان پر کبھی کبھی نجاست اور حدث اکبر جیسی نجاست عارض ہوجاتی ہے پس ایسا کرنا مولا علی کے نام کی عظمت اور اس کی شرافت کے منافی ہے۔

سوال: پاگل یعنی مجنون اور بچوں کی غیبت کرنا جائز ہے؟

جواب: اگر یہ مومن اور شیعہ ہیں تو ان کی غیبت جائز نہیں ہے۔

سوال: اگر کوئی ملاوٹ کرتا ہے تو لوگوں کے سامنے اس طرح ذکر کرنا کہ وہ

ملاوٹ کرتا ہے تو غیبت ہے یا نہیں؟

جواب: اگر یہ ملاوٹ کرنا۔۔ ہو تو یہ غیبت حرام نہیں ہے اور اگر یہ عمل مخفی ہو تو یہ غیبت حرام ہے۔

سوال: شاگرد سے اگر استاد کی تدریسی صلاحیت کے بارے میں پوچھا جائے اور وہ جواب دے کہ استاد قدرت نہیں رکھتا یا وہ مادہ کے پہچاننے کی صحیح استطاعت نہیں رکھتا تو کیا یہ غیبت ہے یا نہیں؟

جواب: یہ غیبت مباح ہے چونکہ یہ غیبت مشورہ لینے کے ضمن میں آتی ہے اور ہمدردی و خیر خواہی سمجھنے کے ضمن میں آتی ہے۔

سوال: ایک ایسا لڑکا جو اعلانیہ گناہ نہیں کرتا مگر نماز نہیں پڑھتا اور روزہ نہیں رکھتا تو آیا اسے کھانا دینا جائز ہے؟

جواب: اگر اسے کھانا نہ دینا اس لئے ہو کہ اسے گناہ سے روکا جا سکے اور اسے گناہ سے روکنے کا یہی ایک راستہ ہو تو ایسا کرنا واجب ہے۔ واللہ العالم

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مرجع عالی قدر دام ظلہ الوارف کی خدمت میں لبنان کی پارلیمنٹ کے اسپیکر

مرجع مسلمین و جہانِ تشیّع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف نے مرکزی دفتر نجف اشرف میں ملاقات کو آئے لبنان کی پارلیمنٹ کے اسپیکر جناب نبیہ بری صاحب کا انکے وفد کے ہمراہ خیر مقدم کرتے ہوئے ان سے اپنے خطاب میں فرمایا کہ نجف اشرف جس طرح عراق کے لئے فکرمند ہےاسی طرح لبنان کی بھی فکر کرتا ہےانہوں نےمزید فرمایا کہ نجف اشرف ہران کوششوں کے ساتھ ہےکہ جس میں دشمن اور ملکوں کے مقدر سے کھلواڑ کرنے والوں کے خلاف یک جہتی اور متحد موقف کو فروغ ملتا ہو انہوں نے امت مسلمہ کو ایک پلیٹ فارم پر کھڑے ہونےکی بھی دعوت دی تاکہ امت مسلمہ اپنے بہار کے ایام کا مشاہدہ کر سکے۔

مرجع عالی قدر دام ظلہ الوارف نےعراق اور لبنان کے درمیان مختلف شعبوں میں تعلقات کو مزید بہتر بنانےپر تاکید فرمائی اسلئےکہ یہ دونوں دوست ملکوں کی عوام کے حق میں ہے۔

مرجع عالی قدر دام ظلہ الوارف نے مزید فرمایا کہ ہر مسلمان اورزندہ ضمیر پر لازم ہے کہ وہ نجف اشرف اور اسکی عظمت کا دفاع کرے۔

اپنی جانب سے جناب نبیہ بری صاحب نے مرجع عالی قدردام ظلہ الوارف کی خدمت میں پورے خطے اورخاص کرلبنان وعراق کی موجودہ صورتحال پیش کرتےہوئے اسے بہتر بنانےکے لئے کی گئی متحد کوششوں سے بھی مطلع فرماتے ہوئے پورے خطے اور خاص کر عراق کےامن واستقرارمیں مرجعیت کے کردار اور دہشت گردی پر فتح پرمرجعیت کا شکریہ ادا کیا۔

پاکستان سے آئے ہوئے وفود کی مرجع عالی قدر دام ظلہ سے ملاقات

سکھرحیدر آباد سرگودھا فیصل آباد میانوالی ڈیرہ اسماعیل خان اورملتان سے آئے ہوئے وفود نے مرجع عالی قدر آیت اللہ العظمی الحافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ سے ان کے مرکزی دفتر نجف اشرف میں ملاقات کی. اس ملاقات کا مقصد مرجعیت عظمی کی زیارت اور ان کی نصیحتوں سے استفادہ کرنا تھا. اس ملاقات میں مرجع عالی قدر دام ظلہ نے دین پر عمل کرنے پر زور دیا. اور مزید اس بات پر تاکید کی کہ حجاب کی پاسداری کرنا کنیزان زہرا سلام اللہ علیھا پر لازم ہے. اور آخر پر مرجع عالی قدر دام ظلہ نے مومنین کو اس نکتہ کی طرف متوجہ فرمایا کہ پابندی خمس بہت ضروری ہے کیونکہ امام صادق علیہ السلام فرماتے تھے خمس تمہارے اوپر اس لیے واجب نہیں ہے کہ ہم تمہارے مال کے محتاج ہیں بلکہ خمس اس لیے واجب ہے کہ تمہارا مال پاک ہو جائے اور تمہارے بچے حلال زادے ہو جائیں. آخر پر آئے ہوئے وفود نے مرجع عالی قدر دام ظلہ کا قیمتی وقت دینے پر شکریہ ادا کیا.

مرجع عالی قدر دام ظلہ الوارف کی خدمت میں جمہوری اسلامی ایران کے صدر حجۃ الاسلام شیخ حسن روحانی دام عزہ

مرجع مسلمین و جہانِ تشیّع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف نے مرکزی دفتر نجف اشرف میں ملاقات کو آئے جمہوری اسلامی ایران کے صدر حجۃ الاسلام شیخ حسن روحانی دام عزہ کا انکے وفد کے ہمراہ استقبال کرتے ہوئے ان سے دوران گفتگو فرمایا کہ:

اس خطے میں عراق اور ایران کی قوت و طاقت اہمیت کی حامل ہے اسلئے کہ عراق اور ایران کے استقلال کے ساتھ ساتھ امنی استقرار پورے خطےکے امن وامان کے لئے ایک مہم عنصر ہے انہوں نے فرمایا کہ اس پورے خطے میں عراق کے بغیرامن و استقرار کا تصور ممکن نہیں ہے۔

مرجع عالی قدر دام ظلہ الوارف نے اسلامی ممالک خصوصا جمہوری اسلامی ایران اور عراق کے درمیان بہتر ہوتے تعلقات پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ دونوں ملک کی عوام کے حق میں بہتری ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ دونوں پڑوسی ملکوں کے عوام کی خدمت کے لئے عراق اور ایران کے درمیان مختلف شعبوں میں تعاون بہتر سے بہتر کرنے کے ساتھ ساتھ اسطرح سے عمل انجام دیا جائے کہ مشترک مفاد عامہ اورملکوں کی استقلالیت محفوظ رہے۔

مرجع عالی قدر دام ظلہ الوارف نے انسانیت خصوصا امت اسلامیہ کی عزت و کرامت کی حفاظت پر تاکید فرماتے ہوئے بیان کیا کہ امت اسلامیہ نے استکبار عالمی اور دہشت گردی سے بہت سارے مصائب و آلام کا سامنا کیا ہے اور کر رہے ہیں۔
آخر میں جمہوری اسلامی ایران کے صدر حجۃ الاسلام شیخ حسن روحانی دام عزہ نے مرجع عالی قدر دام ظلہ الوارف کا وقت دینے اور حسن استقبال پر شکریہ ادا کیا۔

مرجع مسلمین و جہان تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ

الحاج حافظ بشیر حسین نجفی

دام ظلہ الوارف

خمس کی پابندی بہت ضروری ہے کیونکہ
امام صادق علیہ السلام فرماتے تھے خمس
تمہارے اوپر اس لیے واجب نہیں ہے کہ
ہم تمہارے مال کے محتاج ہیں بلکہ خمس
اس لیے واجب ہے کہ تمہارا مال پاک ہو
جائے اور تمہارے بچے حلال زادے ہو
جائیں۔

سالانہ ممبر شپ 300 روپے

مرکزی ایڈریس:
امیر المؤمنین علیہ السلام ٹرسٹ ، صدر مقام باٹا پور، نزد گیٹ نمبر 2، باٹا فیکٹری لاہور پاکستان